روزنامہ

ہفتہ 16 مئی 2015ء 26 رجب 1436 ہجری 16 ہجرت 1394 ہش

دور احمدیت کا امام

حضرت شیخ عمر بن ابی الحسن المعروف بہ ابن الفارض (وفات 632ھ) دیار مصر کے ایک مشہور بزرگ ہیں۔ مسلمانوں کے تمام فرقے آپ کو اولیاء اللہ میں شمار کرتے ہیں وہ اپنے دیوان میں فرماتے ہیں۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، رسولوں کے لمبے وقفہ کے بعد تمام انبیاء سابقہ کے اسرار و کمالات لے کر دنیا میں تشریف لائے۔ اور آپ کے وجود سے تمام اسرار نبوت پہلی قوموں پر بند کر دیئے گئے اور امت محمدؐیہ پر کھول دیئے گئے۔ پس ہم میں سے جو عالم حقیقی ہوگا وہ نبی ہے اور جو ہم میں سے دعوت الی الحق کا کام کریگا مقام رسالت پر قائم ہوگا......اور امت محمدؐیہ کا وہ عارف جو دور احمدیت میں ہوگا۔ اولوالعزم نبیوں میں سے ہوگا۔

(دیوان ابن الفارض صفحہ :59)

(تفصیل کے لئے دیکھیں الفضل 7 مارچ 1959ء)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

خداوند کریم نے اسی رسول مقبولؐ کی متابعت اور محبت کی برکت سے اور اپنے پاک کلام کی پیروی کی تاثیر سے اس خاکسار کو اپنے مخاطبات سے خاص کیا ہے۔ اور علوم لدنّیہ سے سرفراز فرمایا ہے۔ اور بہت سے اسرار مخفیہ سے اطلاع بخشی ہے۔ اور بہت سے حقائق اور معارف سے اس ناچیز کے سینہ کو پُر کر دیا ہے اور بار بار بتلا دیا ہے کہ یہ سب عطیات اور عنایات اور یہ سب تفضّلات اور احسانات اور یہ سب تلطّفات اور توجہات اور یہ سب انعامات اور تائیدات اور یہ سب مکالمات اور مخاطبات بیُمن متابعت ومحبت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

جمال ہم نشیں در من اثر کرد　　　　دگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 645 حاشیہ نمبر 11)

میں خدا تعالیٰ کے ان تمام الہامات پر جو مجھے ہو رہے ہیں ایسا ہی ایمان رکھتا ہوں جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن مقدس پر ایمان رکھتا ہوں۔ اور میں اس خدا کو جانتا اور پہچانتا ہوں۔......سو میں اس پاک وحی سے ایسا ہی کامل حصہ رکھتا ہوں جیسا کہ خدا تعالیٰ کے کامل قرب کی حالت میں انسان رکھ سکتا ہے۔ جب انسان ایک پرجوش محبت کی آگ میں ڈالا جاتا ہے جیسا کہ تمام نبی ڈالے گئے تو پھر اس کی وحی کے ساتھ اضغاث احلام نہیں رہتے بلکہ جیسا کہ خشک گھاس تنور میں جل جاتا ہے۔ ویسا ہی وہ تمام اوہام اور نفسانی خیالات جل جاتے ہیں۔ اور خالص خدا کی وحی رہ جاتی ہے۔ اور یہ وحی صرف انہی کو ملتی ہے جو دنیا میں کمال صفا محبت اور محویت کی وجہ سے نبیوں کے رنگ میں ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ براہین احمدیہ کے صفحہ 504 اٹھارویں سطر میں یہ الہام میری نسبت ہے۔ ”جری اللہ..........“۔ سو میں شکّی اور ظنّی الہام کے ساتھ نہیں بھیجا گیا بلکہ یقینی اور قطعی وحی کے ساتھ بھیجا گیا ہوں ...... مجھے اس خدا کی قسم ہے کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مجھے دلائل قاطعہ سے یہ علم دیا گیا ہے اور ہر ایک وقت میں دیا جاتا ہے کہ جو کچھ مجھے القاء ہوتا ہے اور جو وحی میرے پر نازل ہوتی ہے وہ خدا کی طرف سے ہے نہ شیطان کی طرف سے۔ میں اس پر ایسا ہی یقین رکھتا ہوں جیسا کہ آفتاب اور ماہتاب کے وجود پر۔ یا جیسا کہ اس بات پر کہ دو اور دو چار ہوتے ہیں۔ ہاں جب میں اپنی طرف سے کوئی اجتہاد کروں یا اپنی طرف سے کسی الہام کے معنی کروں تو ممکن ہے کہ کبھی اس معنی میں غلطی بھی کھاؤں۔ مگر میں اس غلطی پر قائم نہیں رکھا جاتا۔ اور خدا کی رحمت جلد تر مجھے حقیقی انکشاف کی راہ دکھا دیتی ہے اور میری روح خدا کے فرشتوں کی گود میں پرورش پاتی ہے۔

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 306)

امام کی آواز
وقت کی ضرورت ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

”ایک انگریز...... جو تقریباً باقاعدہ جمعہ کے خطبے سنتا ہے اور شام کو دوبارہ ریکارڈنگ آتی ہے تو گھر والوں کو یا اس کی جب بیوی پوچھے تو کہتا ہے کہ میں فرائیڈے سرمن (Friday Sermon) سن رہا ہوں وہ عیسائی ہے اور باتوں کا اثر لیتا ہے...... اس نے بعض خطبات کے مضمون بیان کئے کہ یہ بڑی اچھی وقت کی ضرورت ہے جو خطبات بھی آتے ہیں وہ صرف جماعت کے لئے وقت کی ضرورت نہیں بلکہ لوگوں کے لئے وہ فائدہ مند ہو جاتے ہیں۔“ (خطباتِ مسرور جلد 2 صفحہ 727)

(فیصلہ جات مجلس مشاورت 2015ء
مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ)

اعزاز

امسال وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے دہشت گردی کی روک تھام کے لئے دہشت گردی کے خلاف پنجاب بھر میں پرائمری سے مڈل تک کے طلباء و طالبات کے مابین مقابلہ جات تقریر بزبان اردو انگریزی اور مقابلہ جات مضمون نویسی بزبان اردو و انگریزی کروائے گئے۔ یہ مقابلہ جات تحصیل، ضلع، ڈویژن اور صوبہ کی سطح تک کروائے گئے۔ ان مقابلہ جات میں نظارت تعلیم اور ناصر فاؤنڈیشن کے سکولوں کے طلباء وطالبات نے بھی حصہ لیا۔ مقابلہ مضمون نویسی بزبان اردو میں ایک طالبہ نے ڈویژن کی سطح پر دوم پوزیشن حاصل کی۔ مقابلہ تقریر میں کل پانچ طلباء وطالبات ڈویژن کی سطح تک پہنچے۔

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک طالبہ فضہ علیم بنت مکرم عبدالعلیم مومن صاحب مریم گرلز ہائیر سیکنڈری سکول نے مقابلہ تقریر بزبان انگریزی میں صوبہ بھر میں سوم پوزیشن حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز ان کے لئے مبارک فرمائے۔ آمین

(نظارت تعلیم)

مکرم باسط احمد صاحب مربی سلسلہ

جماعت احمدیہ آئیوری کوسٹ کا 30واں جلسہ سالانہ

جماعت احمدیہ آئیوری کوسٹ کو اپنا 30واں جلسہ سالانہ مورخہ 26 تا28 دسمبر 2014ء مہدی آباد آبی جان میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

جلسہ سالانہ کے مہمانوں کی آمد کا سلسلہ 24 دسمبر کے روز سے ہی شروع ہوگیا تھا تاہم مہمانوں کی ایک بڑی تعداد جوق در جوق، قافلہ در قافلہ 25 دسمبر کے روز مہدی آباد پہنچی۔ ہمسایہ ملک ٹوگو سے دو افراد پر مشتمل ایک وفد بدھ کے روز آبی جان پہنچا جبکہ مکرم امیر صاحب بینن اور مکرم امیر صاحب برکینا فاسو بمع وفد جمعرات کی شام کو تشریف لائے۔ جمعرات کی شام تک اکثر وفود پہنچ چکے تھے اور جلسہ گاہ میں خوب رونق اور گہما گہمی تھی۔

جلسہ کا پہلا دن

26 دسمبر بروز جمعۃ المبارک دن کا آغاز صبح چار بجے باجماعت نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد مکرم عزیز اوترا صاحب نے درس قرآن کریم دیا۔

دوپہر بارہ بجے جمعہ کی پہلی نداء کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے گزشتہ خطبہ جمعہ کی جولا زبان میں ریکارڈنگ حاضرین کو سنائی گئی۔ بعد دوپہر ایک بجے مکرم امیر صاحب آئیوری کوسٹ نے مقامی طور پر خطبہ جمعہ دیا اور نماز پڑھائی۔

سہ پہر چار بجے مکرم امیر صاحب آئیوری کوسٹ نے لوائے احمدیت لہرایا جبکہ سیکرٹری امور عامہ مکرم ڈاکٹر احمد کولی بالی صاحب نے قومی پرچم لہرایا۔

جلسہ کی باقاعدہ افتتاحی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن مجید اور اس کے فرانسیسی ترجمہ سے ہوا۔ مکرم قاسم تراورے صاحب نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود کا اردو منظوم کلام پیش کیا جس کے بعد مکرم امیر صاحب آئیوری کوسٹ نے افتتاحی تقریر کی۔ آپ کی تقریر کے بعد مکرم صدیقی جیالو صاحب نے نماز باجماعت اور اس کی شرائط و آداب کے عنوان پر تقریر کی۔ اس تقریر کے ساتھ ہی جلسہ کے پہلے سیشن کا اختتام ہوا۔ نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی اور کھانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ کے فرمودہ تازہ خطبہ جمعہ کی ریکارڈنگ احباب جماعت نے سنی۔

دوسرا دن

27 دسمبر بروز ہفتہ کا آغاز بھی باجماعت نماز تہجد کی ادائیگی سے ہوا۔ مکرم صادق احمد لطیف صاحب مربی سلسلہ بواکے ریجن نے نماز فجر کے بعد درس قرآن دیا۔

ناشتہ کے بعد ہیومینٹی فرسٹ کے تحت بلڈ ڈونیشن کیمپ کا انتظام تھا۔ یہ کیمپ دن گیارہ بجے تک جاری رہا اور پچاس سے زائد احباب نے اس میں عطیہ خون دینے کی توفیق پائی۔

جلسہ سالانہ کا دوسرا اور خصوصی اجلاس مکرم امیر صاحب کی زیر صدارت صبح نو بجے تلاوت قرآن کریم اور اس کے فرانسیسی ترجمہ کے ساتھ شروع ہوا جس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں حضرت اقدس مسیح موعود کا قصیدہ پیش کیا گیا۔

اس اجلاس میں اعلیٰ سرکاری حکام، ائمہ، عمائدین شہر اور دیگر مہمانوں نے بطور خاص شرکت کی۔ خصوصی مہمانوں میں سپریم کورٹ کے ایک جج، فرکے ریجن کے گورنر کے نمائندہ، بسم اور بنگرو شہر کے ائمہ اور چرچ کے بعض نمائندگان شامل تھے۔ UNO کے تحت کام کرنے والے ایک بنگالی ڈاکٹر بھی اس موقع پر موجود تھے۔ اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم حمید و باپینا صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ آئیوری کوسٹ کی تھی۔ موصوف کی تقریر کا عنوان دینی پردہ کی اہمیت اور اس پر کئے جانے والے اعتراضات کے جوابات تھا۔ دوسری تقریر مکرم کریم جوارا صاحب افسر جلسہ سالانہ کی تھی جس کا عنوان تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم عفو ودرگزر۔ یہ تقریر فرانسیسی زبان میں تھی جس کا جولا زبان میں خلاصہ بھی پیش کیا گیا۔ اس تقریر کے بعد اجلاس کی کارروائی تو جاری رہی لیکن معزز مہمانوں کو نمائش اور بلڈ ڈونیشن کیمپ کا وزٹ کروایا گیا۔ جلسہ گاہ میں جلسہ کے دوسرے اجلاس کی آخری تقریر مکرم عبدالرحمان وترا صاحب لوکل مشنری نے ضرورۃ الامام کے موضوع پر کی۔

جلسہ سالانہ کا تیسرا اجلاس دوپہر تین بجے مکرم خالد محمود شاہد صاحب امیر ومشنری انچارج برکینا فاسو کی صدارت میں تلاوت قرآن مجید بمع فرانسیسی ترجمہ اور نظم کے ساتھ شروع ہوا۔ اس اجلاس میں مکرم محبّ اللہ خالد صاحب مربی سلسلہ برکینا فاسو نے تقریر کی جس میں مالی قربانی کے دلچسپ واقعات بیان کئے۔ اس اجلاس کی دوسری تقریر خاکسار باسط احمد مربی سلسلہ آئیوری کوسٹ نے بعنوان ’کیا قرآن کو لوگوں نے چھوڑ دیا ہے؟‘ کی جس کا جولا زبان میں ساتھ ساتھ ترجمہ پیش کیا گیا۔

نماز مغرب وعشاء کے بعد تین پروگرام ہوئے۔

1۔ انصار اللہ کی مجلس شوریٰ منعقد ہوئی جس میں ملک بھر سے انصار اللہ کے نمائندگان نے شرکت کی اور آئندہ دو سال کیلئے صدر مجلس انصار اللہ آئیوری کوسٹ اور نائب صدر صف دوم کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔

2۔ مکرم ڈاکٹر احمد کولی بالی صاحب نے ایبولا بیماری سے متعلق ایک معلوماتی پروجیکشن پیش کی اور حاضرین کے سوالات کے جوابات دیے۔

3۔ کھانے کے بعد رات نو بجے مکرم صادق احمد لطیف صاحب مربی سلسلہ اور مکرم میتے موسیٰ صاحب لوکل مشنری نے حاضرین کے سوالات کے تسلی بخش جوابات دیئے۔ رات گیارہ بجے دعا کے ساتھ یہ دلچسپ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

آخری دن

28 دسمبر بروز اتوار کا آغاز بھی نماز تہجد سے ہوا۔ بہت سے نومبائعین کے لئے باجماعت نماز تہجد میں شامل ہونے کا یہ پہلا موقع اور تجربہ تھا جس سے انہوں نے بہت روحانی حظ اٹھایا۔ نماز فجر کے بعد حسب معمول درس قرآن دیا گیا۔

جلسہ کے اختتامی اجلاس کی کارروائی کا آغاز مکرم امیر صاحب کی صدارت میں قرآن کریم کی تلاوت بمع فرانسیسی ترجمہ اور نظم سے ہوا۔ اجلاس کی پہلی تقریر مکرم ابراہیم تیرو صاحب سیکرٹری رشتہ ناطہ نے کی۔ دوسری تقریر میں مکرم صدر مجلس خدام الاحمدیہ نے تنظیمی امور سے متعلق خدام کو نصائح کیں۔ جبکہ تیسری تقریر میں مکرم سیسے سعید صاحب صدر مجلس انصار اللہ آئیوری کوسٹ نے انصار کو نصائح کیں۔ آخری تقریر میں صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ نے لجنہ سے خطاب کیا۔ جس کے بعد نیشنل سیکرٹری تعلیم مکرم بمبا قطبو صاحب نے دوران سال قرآن کریم ختم کرنے والوں کے اسماء پڑھے اور ان سب کو اسناد اور انعامات دیئے گئے۔ اسی طرح تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو بھی اسناد اور انعامات سے نوازا گیا۔

دن 11 بجے جلسہ سالانہ کا اختتام حضور انور ایدہ اللہ کے فرمودہ خطاب سے ہوا جو حضور نے جلسہ سالانہ قادیان کے اختتامی اجلاس سے لندن سے براہ راست ارشاد فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ کی اختتامی دعا کے ساتھ آئیوری کوسٹ کے شرکاء جلسہ نے بھی شامل ہونے کی سعادت پائی۔ اور اس طرح جلسہ اپنے اختتام کو پہنچا۔

جلسہ سالانہ میں ملک کے طول وعرض سے 5100 افراد شامل ہوئے۔

میڈیا کوریج

جلسہ سالانہ سے قبل نیشنل ٹی وی RTI نے جلسہ کا اعلان اور خبر نشر کی۔ جلسہ کے بعد پانچ مختلف کثیر الاشاعت اخبارات نے تصاویر کے ساتھ جلسہ کی خبریں نشر کیں۔ اسی طرح جماعتی ریڈیو پروگرامز میں بھی جلسہ سالانہ کی خبریں اور تقاریر کی ریکارڈنگ نشر کی گئیں۔ یوں کئی لاکھ افراد تک جماعت کا تعارف پہنچا۔

سان پیدرو سے تعلق رکھنے والی ایک غیر از جماعت خاتون Awa صاحبہ پہلی دفعہ جلسہ سالانہ میں شامل ہوئی تھیں۔ بیان کرتی ہیں کہ جلسہ میں شامل ہونا میرے لئے بہت بڑا روحانی تجربہ تھا۔ تین دن دنیا کے کاموں سے الگ تھلگ ایک خاص روحانی ماحول میں دعائیں کرتے ہوئے گزارے۔ ان باتوں کا دل پر ایک خاص اثر ہے جسے بیان نہیں کرسکتی۔

ایک نو احمدی فوفانہ صاحب جن کا تعلق بواکے ریجن سے ہے جلسہ سے ایک دن پہلے بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوئے اور اگلے روز ہی آبی جان جلسہ میں شرکت کیلئے حاضر ہو گئے۔ موصوف کہتے ہیں کہ جلسہ کے انتظامات نے بہت متاثر کیا۔ ہر چھوٹا بڑا ایک خاص جذبے سے خدمت کرتا نظر آیا۔ اس محبت کا اثر ان کے چہروں سے صاف نظر آرہا تھا۔

ابنگرو کے امام نے کہا کہ جماعت کے نظم وضبط سے بہت متاثر ہوا ہوں اور شرکائے جلسہ میں سے ہر کوئی ’محبت سب کے لئے اور نفرت کسی سے نہیں‘ کی عملی تصویر نظر آیا۔

آخر پر دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کے بہترین نتائج پیدا فرمائے۔ آمین

سویڈن کی ممبر آف نیشنل پارلیمنٹ کی حضور انور سے ملاقات

سویڈن سے تشریف لانے والی ممبر آف نیشنل پارلیمنٹ (Sveriges Riksdag) شیدیٔ حیدری (Shediye Heydari) نے 7 مارچ 2015ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ چالیس منٹ تک جاری رہنے والی اس ملاقات میں انہوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے حالات حاضرہ سے متعلق مختلف امور پر گفتگو کی اور آپ سے بصیرت افروز رہنمائی حاصل کی۔

حضور انور ایدہ اللہ نے مختلف ممالک میں بڑھتی ہوئی شدت پسندی کو پوری دنیا کے لئے ایک خطرہ قرار دیا۔ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اگر سیاستدان اپنے نوجوانوں کو بنیاد پرستی اور شدت پسندی سے بچانا چاہتے ہیں تو انہیں چاہئے کہ وہ ان مسائل کی اصل وجہ کو تلاش کریں اور پھر ان کے حل کے لئے پالیسی بنائیں۔ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ نام نہاد ’جہادی‘ لوگوں کے بارہ میں اگر یہ کہا جائے کہ وہ ’’بالکل بے حس‘‘ ہیں تو غلط نہ ہوگا۔ ان کی کارروائیوں کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔

ISIS کا ذکر کرتے ہوئے حضورِ انور نے فرمایا کہ اس دہشتگرد گروپ کی کارروائیوں کو روکنے کے لئے سب کو اکٹھے ہو کر مؤثر کوشش کرنا ہوگی۔ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ دنیا میں امن اور رواداری پیدا کرنے کے لئے معاشرہ میں ہر سطح پر انصاف قائم کرنا ضروری ہے۔

سویڈش سوشل ڈیموکریٹک پارٹی سے تعلق رکھنے والی سیاستدان مسز حیدری نے ملاقات کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ کا شکریہ ادا کیا اور حضور انور کو سویڈن تشریف لانے کی دعوت دی۔ حضور انور نے اس دعوت پر مسز حیدری کا شکریہ ادا کیا اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ انہیں امن عامہ اور انسانی حقوق کے لئے کاموں کو عمدگی سے بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(الفضل انٹرنیشنل 3۔اپریل 2015ء)

سیرت حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے چند پھول

قبولیت دعا، قرب الٰہی اور خدمت خلق کے متفرق واقعات

محترم چوہدری ظہور احمد باجوہ صاحب بیان کرتے ہیں:۔

1966ء میں بطور پرائیویٹ سیکرٹری میری تقرری ہوگئی۔ احساس ذمہ داری سے دھڑکتے دل کے ساتھ دفتر میں حاضری دی مگر حضور کے تلطف سے یہ کیفیت دُور ہوگئی۔ دفتری اوقات دوپہر تک ہوتے تھے۔ جب گھر پہنچا تو فون کی گھنٹی ہوئی۔ دوسری طرف حضور تھے۔ فرمایا: جلدی چلے گئے؟ میں واپس دفتر آ گیا۔ کھانا میری میز پر پڑا تھا۔ دوسرے دن بھی دفتر سے اُٹھ کر چلا گیا۔ پیچھے پیچھے ایک آدمی کھانا لے کر گھر آ گیا۔ تیسرے دن دفتر بند ہونے سے قبل پیغام آیا کہ دفتر بند ہونے پر نہ اُٹھوں۔ پھر کھانا آ گیا اور یہ نوازش 1973ء کے آخر تک (کہ میں اس دفتر میں رہا) جاری رہی۔ کھانا وافر ہوتا تھا۔ اکثر تین چار احباب ساتھ شامل ہوتے تھے۔ کئی دفعہ حضور نے دریافت فرمالیا کہ کون کون پاس بیٹھا ہے اور پھر مزید کھانا بھجوادیا۔

محترم چوہدری ظہور احمد باجوہ صاحب ہی بیان کرتے ہیں کہ غالباً 1953ء کا ذکر ہے جب میں بیت فضل لندن کا امام تھا۔ مجھے (پرنسپل تعلیم الاسلام کالج ربوہ) حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کی طرف سے ایک خط ملا جس میں بعض اشیاء بھجوانے کے لئے کہا گیا تھا جن کی قیمت میرے ایک سال کے الاؤنس سے بھی زیادہ تھی۔ میں نے جواباً لکھا کہ اگر میں ایک سال محض ہوا پر گزارہ کروں تو بھی تعمیل ارشاد نہیں کرسکتا۔ میرے ایک ساتھی نے ایسا خط لکھنے سے منع کیا۔ تاہم میں نے خط لکھ کر بیم و رجا کے ملے جلے جذبات کے ساتھ ردّعمل کا انتظار کیا۔ جواب حوصلہ افزا تھا۔ لکھا تھا کہ دفتری کلرک کی غلطی نے یہ تاثر پیدا کیا ہے کہ شاید میں نے بل ادا کرنا ہے حالانکہ ایسا نہیں، بلکہ ایک فرم کو کالج کی طرف سے ان اشیاء کی فراہمی کا لکھا گیا تھا، کلرک کو کہا گیا تھا کہ آپ کو لکھ دے کہ فرم سے کہہ کر جلدی سامان بھجوادیں، ادائیگی پہلے بھی بنک کے ذریعہ ہوتی ہے اب بھی ہوگی۔ پھر لکھا تھا: آپ کی صاف گوئی سے خوشی ہوئی، میں بھی واقف زندگی ہوں، اپنے پر قیاس کرسکتا ہوں۔

محترم کرنل داؤد احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضور بچپن سے ہی باوقار تھے۔ طبیعت میں نفاست تھی۔ امارت اور غربت کا اثر لینے والے نہ تھے۔ بڑے چھوٹے کے حقوق ادا کرنے والے اور ہر ایک کا مرتبہ پہچاننے والے تھے۔ گورنمنٹ کالج میں روسائے پنجاب کے لڑکے بڑے طنطنے سے آتے مگر اُن کی امارت آپ کو مرعوب نہ کرسکی۔ آپ کے ایک استاد مولوی کریم بخش صاحب اپنی تنگ نظری کے باوجود ہمیشہ تعریف کرتے ہوئے کہا کرتے تھے کہ ناصر بڑا شریف انسان ہے۔

تقسیم ملک کے بعد جس دن میں قادیان پہنچا تو سخت خطرہ کا دن تھا۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے وارنٹ گرفتاری جاری ہوچکے تھے۔ حضرت اماں جان کے صحن میں لکڑی کے چوکوں پر آپ بیٹھے تھے۔ میں نے کہا: بھائی ناصر! قرآن سنائیں۔ آپ نے سورۃ احزاب پڑھنی شروع کی۔ ایک عجیب ملکوتی کیفیت تھی۔

حضور اپنی ایک بیٹی کی شادی کی تیاری کے لئے لاہور تشریف لے گئے۔ اخراجات بہت کم تھے۔ یہ حضور پر نہایت تنگی کا زمانہ تھا۔ کچھ زیور لینا تھا، کچھ کا اُلٹ پلٹ کرنا تھا۔ آپ ایک غیراز جماعت بڑے جیولر کی دکان پر گئے جو دل کا نہایت ناک چڑھا تھا اور بڑوں بڑوں کے لئے کبھی اُٹھ کر کھڑا نہیں ہوا کرتا تھا۔ جونہی آپ سادی اچکن (جس کے کالر کے بھی دھاگے نکلے ہوئے تھے) پہنے دکان میں داخل ہوئے، جیولر نے کھڑے ہوکر دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا اور کہا کہ حضور حکم کریں۔ اور بعد میں کسی کو کہا کہ یہ تو اللہ والوں کا چہرہ تھا۔

حضور کو اچھے پھل کا شوق تھا اور لاہور میں قیام کے دوران ایک غیراز جماعت پھل والے کی دکان پر خود جا کر پھل خریدا کرتے تھے۔ جب آپ خلیفہ ہوگئے تو اُس کی دکان پر نہیں گئے لیکن وہ کسی احمدی کے ہاتھ حضور کو پھل بھیجتا مگر قیمت کا مطالبہ کبھی نہ کرتا۔ حضور جب بھی لاہور تشریف لے جاتے تو کبھی چھ سو اور کبھی سات سو روپے کی رقم اُسے بھجوا دیتے جو اُس کے پھل کی قیمت سے کہیں زیادہ ہوتی۔

محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت مصلح موعودؓ کی ہدایت کے تحت حضرت بھائی جان نے لندن سے واپس آنے کے بعد عربی بولنے کی مشق کرنے کے لئے مصر میں بھی چند ماہ قیام فرمایا۔ قادیان واپس پہنچنے کے بعد میں اُن کے دو ایسے واقعات کا عینی شاہد ہوں جن سے حضور کے خصوصی اوصاف (محنت، ہمت، شجاعت، دلیری، سادگی، پلاننگ اور حکمت عملی) پوری شان سے جلوہ گر ہوئے۔ پہلا واقعہ حضرت چوہدری فتح محمد سیال صاحب کا اسمبلی کے الیکشن میں کھڑا ہونا تھا جب اُن کا مقابلہ بٹالہ کے ایک بااثر گدی نشین سے تھا۔ اور دوسرا واقعہ تقسیم ملک کے بعد ایک ایک وقت میں ستر ستر ہزار لوگوں کے لئے قادیان میں کھانے کا انتظام کرنا اور پھر انہیں پاکستان بحفاظت پہنچانے کا کام تھا۔

محترم چوہدری محمد علی صاحب رقمطراز ہیں کہ حضور کو بحیثیت پرنسپل کالج، اگر کسی طالب علم کو سخت سزا دینی ہی پڑتی تو شدتِ غم سے کتنا کتنا عرصہ گھر سے باہر تشریف نہ لاتے اور جس خوش قسمت سے بظاہر یہ ناخوشگوار تعلق قائم ہوجاتا اُس کا نصیبہ جاگ اٹھتا۔ سزا کے بعد عنایات کی بارش شروع ہوجاتی۔

لاہور میں ایک نہایت مخلص، ذہین اور محنتی طالب علم تھے۔ کلاس میں امتیازی پوزیشن لیتے۔ کشتی رانی اور کبڈی کے اعلیٰ درجہ کے کھلاڑی تھے۔ اُس سے بیٹوں کی طرح پیار تھا۔ ایک مرتبہ ایسی صورت پیدا ہوگئی کہ سزا کا دیا جانا ناگزیر ہوگیا۔ عاجز نے حضور کو بہت ہی کم موقعوں پر سب کے سامنے روتے ہوئے دیکھا ہے۔ لیکن اُس دن جب حضور اُس عزیز کے اخراج از کالج کے فارم پر دستخط فرما رہے تھے تو حضور کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ پھر کبھی کبھی اُس کی خیریت پوچھتے۔ پھر پتہ چلا کہ وہ ایک معزز عہدہ پر فائز ہوگئے ہیں تو بہت خوش ہوئے۔ پھر اُن کا بیٹا ہمارے کالج میں داخل ہوا تو عاجز کو ارشاد فرمایا کہ یہ فلاں کا لڑکا ہے، اس کو کوئی تکلیف نہ ہو۔

حضور ایک خطاب میں یہ واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھے ایک خط ملا کہ ہم دو افراد کو ایک جھوٹے مقدمہ میں موت کی سزا ہوگئی ہے۔ اس سزا کو ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ نے بھی برقرار رکھا ہے۔ اصل مجرم کی گرفت نہیں کی گئی۔ اب ہم رحم کی اپیل کرنے جا رہے ہیں۔ پہلے میں نے یہ جواب لکھوانا چاہا کہ اپنے ربّ کی رضا پر راضی رہو لیکن پھر کسی غیبی طاقت نے مجھے یہ جواب لکھوانے سے روک دیا کہ اس سے یہ تأثر نہ ملے کہ انتہائی مشکل حالات میں شاید ہمارا خدا قادر نہیں ہے۔ چنانچہ میں نے یہ لکھوایا کہ ہمارا خدا قادر مطلق اور رحیم ہے اور میں اُس سے دعا کروں گا کیونکہ اس کے لئے کچھ بھی ناممکن نہیں ہے۔

چنانچہ میں نے دعا کرنا شروع کی اور چند روز بعد ہی خط آیا کہ عدالت نے ہی اُن کو بری کردیا ہے۔

مکرم میاں محمد اسلم صاحب آف پتوکی لکھتے ہیں کہ میں نے 1963ء میں احمدیت قبول کی۔ 1965ء میں شادی ہوئی لیکن بارہ سال تک اولاد سے محروم رہا۔ کوئی علاج کارگر ثابت نہ ہوا۔ میرے سارے رشتہ دار غیراز جماعت تھے اور کہتے تھے کہ یہ قادیانی ہونے کی وجہ سے بے اولاد مرے گا۔ میری بیوی بھی نااُمید ہوکر مجھ سے دوسری شادی کرنے کے لئے کہنے لگی۔ ان حالات کی اطلاع بغرض دعا جب میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کو دی تو حضور نے جواباً فرمایا کہ ’’اللہ آپ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا اور نرینہ اولاد سے نوازے گا‘‘۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے چار بیٹے عطا فرمائے۔ اگرچہ لیڈی ڈاکٹر کا یہی خیال تھا کہ میری بیوی کبھی ماں نہیں بن سکتی۔

محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کو بہت انعامات مل چکے تھے لیکن نوبیل پرائز نہیں مل سکا تھا جس کے لئے انہوں نے 1978ء میں حضور سے دعا کی درخواست کی۔ دعا کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ نے حضور کو بتایا کہ اگلے سال وہ ایک کام کریں گے جس پر یہ انعام انہیں مل جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور 1979ء میں محترم ڈاکٹر صاحب کو نوبیل انعام کا حقدار قرار دیا گیا۔

حضور خود فرماتے ہیں کہ دورۂ افریقہ کے دوران سیرالیون میں ایک افریقی خاتون نے (جس کی شادی کو 39 سال ہوچکے تھے اور اس کے کوئی نرینہ اولاد نہیں تھی) بار بار بیٹے کی پیدائش کے لئے دعا کی درخواست کی۔ گو بظاہر حالات ایسے نہیں تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی اور شادی کے 40 سال بعد اُس کو بیٹے سے نوازا۔

محترم مولوی عبدالوہاب بن آدم صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضور کے دورۂ غانا کے دوران ایک خاتون حاضر ہوئی۔ اُس کے آنسو بہہ رہے تھے اور بولنا مشکل تھا۔ جب اُس نے اپنے جذبات پر کسی قدر قابو پالیا تو بتایا کہ ڈاکٹروں نے بتایا ہے کہ اُس کے رحم میں کینسر ہے اور اس لئے وہ بچہ پیدا کرنے کے قابل نہیں ہے۔ حضور نے پوچھا: کیا ڈاکٹر خدا ہیں؟ اُس خاتون نے نفی میں جواب دیا تو حضور نے فرمایا: ’’تم یقین رکھو کہ خدا تعالیٰ تمہیں کئی بچوں سے نوازے گا‘‘۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس خاتون کے ہاں چھ بچے پیدا ہوئے۔

حضور نے خود یہ واقعہ بیان فرمایا تھا کہ ایک قانونی معاملہ میں آپ کو بہت زیادہ تشویش تھی اور اس میں کامیابی کے لئے آپ مسلسل دعا کر رہے تھے کہ ایک رات بستر میں جانے سے قبل حضور کے دائیں کان میں کسی نے بلند آواز سے کہا: ’’مبارک ہووے‘‘۔ حضور نے اُدھر دیکھا تو کوئی شخص موجود نہیں تھا۔ چنانچہ حضور کو اس مقدمہ میں کامیابی کا یقین ہوگیا اور اگلے ہی روز یہ خبر مل بھی گئی۔

مکرم عطاء الرحمٰن محمود صاحب بیان کرتے ہیں کہ 1974ء میں جب میں F.A کے امتحان کی تیاری کر رہا تھا اور اپنے گاؤں میں مقیم تھا تو میرے پاؤں پر چنبل نمودار ہوئی اور شدید تکلیف کی وجہ سے چلنا پھرنا بھی مشکل ہوگیا۔ اس حالت میں ایک بزرگ احمدی کے کہنے پر حضور کی خدمت میں بیماری سے شفایابی اور امتحان میں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست تحریراً بھجوائی۔

تکلیف اس قدر شدید تھی کہ میں بیل گاڑی پر گاؤں سے بس اڈہ پر جاتا اور پھر دو دوستوں کے سہارے سے بس میں سوار ہوکر کالج پہنچتا۔ امتحان کی تیاری بھی اچھی طرح نہ کرسکا۔ دو تین پرچے ہوگئے تو میری حالت سنبھلنے لگی۔ چند روز بعد حضور کی طرف سے میرے خط کا جواب ملا کہ اللہ تعالیٰ معجزانہ شفا عطا فرمائے اور امتحان میں نمایاں کامیابی سے نوازے۔ خدا تعالیٰ نے حضور کی دعاؤں کو قبول فرمایا اور نہ صرف مجھے شفا عطا فرمائی اور دوبارہ یہ تکلیف آج تک نہیں ہوئی بلکہ امتحان کا نتیجہ نکلا تو میں کالج میں اول آیا۔

(ماخوذ از ماہنامہ تحریک جدید ربوہ جون 2010ء)

☆ ☆ ☆

ر۔اعجاز

میرے خاوند مکرم اعجاز احمد صاحب (قربان راہ مولیٰ)

میرے خاوند مکرم ملک اعجاز احمد صاحب نماز اور روزہ کے پابند تھے۔ بہت خوش اخلاق، نرم مزاج، صلح جو اور سادگی پسند تھے۔ بہت متحمل مزاج، کسی کی عیب جوئی انہیں قطعاً پسند نہ تھی۔ نہ کسی کی برائی کرتے اور نہ کسی کو کرنے دیتے تھے۔ ماں باپ کا بہت احترام کرنے والے بہن بھائیوں کا خیال رکھنے والے تھے۔

اپنے امی، ابا کے بہت چہیتے بیٹے تھے۔ اعجاز صاحب بتایا کرتے تھے کہ ہم سب بہن بھائی گھر میں بہت شرارتیں کرتے تھے، کبھی کبھار ابا جان ڈانٹ دیتے مگر مجھے کبھی نہیں ڈانٹتے تھے۔ آپ بہت محنتی تھے۔ آپ نے میٹرک کے بعد اپنے بہنوئی نواز احمد شہید کے ساتھ کراچی جا کر سچنگ کا کام سیکھ لیا اور بہت محنت اور لگن سے کام کیا۔ اس کے بعد اپنے گاؤں کے بہت سے لڑکوں کو وہاں لے جا کر کام سکھایا اور انہیں کام دلوایا۔ اور آج بھی وہ لڑکے اور ان کی مائیں بہت احترام کے ساتھ ان کا نام لیتی ہیں۔

ہمارے تین بچے ہیں۔ ایک بیٹی اور دو بیٹے مگر انہوں نے بیٹے اور بیٹی میں کبھی فرق نہیں کیا۔ بلکہ اپنی بیٹی سے والہانہ پیار کرتے۔ اس کی کوئی بات نہ ٹالتے تھے۔ بچوں کا بہت خیال رکھتے تھے۔ انہیں ہر بات بہت نرمی سے سمجھاتے تھے۔ نماز اور قرآن کی ترغیب دلاتے تھے۔ ان کے ساتھ ان ڈور گیمز کھیلتے تھے۔ بچوں کو سائیکل چلانے کیلئے خود گراؤنڈ لے کر جاتے اور جتنی دیر تک بچے چاہتے وہاں ان کی نگرانی کرتے تھے۔ اگر کوئی بچہ بیمار ہو جاتا تو فیکٹری سے بار بار فون کر کے پوچھتے کہ اب کیسی طبیعت ہے۔ میرے بچے مجھ سے کم اور اپنے ابو یعنی ''بابا جانی'' سے زیادہ بات کرتے تھے۔

آپ کا کراچی کی جماعت میں ایک نام تھا۔ سب عہدیدار آپ کے اخلاق سے متاثر تھے۔ آپ اپنے کام میں مصروف ہونے کے باوجود جمعہ پڑھنے ضرور آتے تھے۔ اگر نہ آ سکتے تو فون کر کے یاد دلواتے کہ بچوں کو جمعہ پڑھنے بیت الذکر بھیج دو۔ اور صدقہ بھی بھجوا دینا۔ ضرورت مندوں، غریبوں اور یتیموں کا خیال رکھتے تھے مگر کبھی ظاہر نہ کرتے تھے۔

بہت صفائی پسند اور نازک مزاج تھے۔ خلافت سے بے پناہ لگاؤ تھا۔ ناشتے سے پہلے ایم ٹی اے لگواتے۔ بچے تو سکول ہوتے تھے۔ اور میں ہی ان کے پاس ہوتی تھی اور میں نے یہ ہی منظر دیکھا کہ صبح کام پر جانے سے پہلے ایم ٹی اے پر آ کر خلیفۃ المسیح نظر آتے تو والہانہ آگے بڑھ کر کسی معصوم بچے کی طرح پیارے آقا کا بوسہ لیتے اور کہتے کہ ''کتنا نور ہے چہرے پر''۔ بعض دفعہ تو ناشتہ بھول ہی جاتے اور یاد دلانے پر کہہ کر ناشتہ کرتے تھے۔ ناشتہ میں دودھ پسند کرتے تھے۔ نماز کے لئے صبح اٹھتے تو مجھے بھی جگا دیتے تھے۔ روزے باقاعدگی سے رکھتے تھے۔ اور روزے کھلوانے کا انتظام خوش اسلوبی سے کرتے تھے۔ روزوں میں روزانہ افطاری اپنی نگرانی میں بیت الذکر میں بھجواتے تھے۔ کہ پہلے اللہ کے گھر پھر کسی اور کے گھر افطاری جائے گی۔

اعجاز صاحب جماعت کا کام کرنے پر خوش ہوتے تھے اور مجھے تلقین کرتے تھے کہ صدر صاحبہ کے ساتھ ہر ممکن تعاون کیا کرو۔

کراچی میں حالات بہت خراب تھے۔ مگر انہوں نے بخوشی اپنا گھر نماز سنٹر کے طور پر دیا ہوا تھا۔ اور خود صدر صاحبہ کو کہا کہ میرا گھر حاضر ہے۔ چاہے آپ ناصرات یا لجنہ کا کوئی پروگرام ہو۔ بخوشی جس وقت چاہیں جتنی دیر تک چاہیں میرا گھر حاضر ہے۔ اور پھر ہمارے گھر میں اجتماع ہوا۔ ناصرات کے اجلاس، جلسے اور علمی ریلی ہوئی غرض ہر قسم کے پروگرام ہوتے رہے اور اعجاز صاحب تمام انتظام کروا کر جاتے تھے۔

فیکٹری میں سب کام کرنے والوں کا خیال رکھتے تھے۔ سب سے دوستانہ تعلق تھا۔ انہوں نے کبھی اپنے آپ کو ان سے برتر نہ سمجھا۔

دنیا داری کا میلان بہت کم تھا۔ کبھی بینک بیلنس کا نہ سوچا تھا۔ کہتے تھے۔ بچوں کا اللہ مالک ہے۔ ایک دل موہ لینے والی مسکراہٹ لبوں پر سجائے رکھتے تھے۔ خوشبو کے شوقین تھے۔ مگر شہادت سے 20,15 دن پہلے سے خوشبو ختم تھی۔ اور بار بار یاد دلانے پر بھی اپنی خوشبو نہ لائے تھے۔ اور شہادت سے ایک ہفتہ پہلے اعجاز صاحب سے ایک عجیب مسحور کن خوشبو آتی تھی۔ جو اکثر عصر کے ٹائم یا تہجد کے وقت اور صبح 9:30 بجے کے قریب۔ دوسری خاص بات یہ کہ شہادت سے ڈیڑھ ماہ پہلے یہی کہتے رہتے تھے کہ میرا دل چاہتا ہے کہ تمہیں ماربل اور ٹائلز لگے گھر میں رکھوں۔ اور کسی کاریگر کو بلوا کر پیمائش کروائی ہے تخمینہ لگوایا کہ کتنا خرچ آئے گا۔ لیکن میں نے بار بار منع کیا کہ ابھی نہیں۔ مگر وہ بضد رہے کہ میرا دل چاہتا ہے کہ صاف ستھرا گھر ہو جب شہادت کے بعد میں اپنے بچوں کو لے کر اپنے کوارٹر میں داخل ہوئی یوں لگا کہ اعجاز صاحب سامنے کھڑے ہیں۔ اور استقبال کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ دیکھا دلا دیا نہ گھر۔ جیسا اعجاز صاحب نے خیالوں میں گھر بنایا تھا۔ بالکل ویسا ہی گھر وہی سہولیات میرے سامنے تھیں۔

آپ ایک مثالی خاوند تھے۔ اپنی ہر بات مجھ سے شیئر کرتے تھے اور مشورہ کرتے تھے کہ تمہارا کیا خیال ہے۔ مجھے کیا کرنا چاہئے۔ انہوں نے میری بات کبھی نہ رد کی تھی۔ اگر کبھی کوئی بات ناپسند ہوتی تو کہتے تھے کہ دیکھتے ہیں۔

ہمیشہ مجھ سے نرمی سے بات کرتے تھے۔ میری ہر ضرورت کا خیال رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ کپڑے اور جوتے خود ہی لا دیتے اور خود بھی کہتے کہ جاؤ اپنی پسند سے جو چاہو خرید لو۔ ان کی چوائس اور پسند بہت اعلیٰ تھی۔ بہت خوش رنگ اور اعلیٰ قسم کے ملبوسات خریدتے تھے۔ بہت صفائی پسند تھے۔ ہر وقت باوضو رہتے تھے۔ شہادت سے ایک ہفتہ پہلے اپنے باپ بھائیوں اور بہنوں سے تفصیل سے بات کی۔ ان کی عادت تھی کہ وہ فون پر زیادہ بات نہ کرتے تھے۔ سلام دعا کے بعد مجھے اور بچوں کو بات کرنے دیتے۔ اور کہتے تھے کہ بندہ آمنے سامنے بیٹھے تو باتیں کرے فون پر کیا باتیں کرنی ہے۔ اپنی بہن شمیم اختر سے دل کھول کر باتیں کیں۔ وہ بہت خوش تھی۔ کہ آج تو بھائی نے ریکارڈ توڑ دیا۔

میرے خاوند کو گھر آتے ہی میرا مسکراتا چہرہ دیکھنا اچھا لگتا تھا۔ اس لئے میں ان کے آنے سے پہلے ہی گھر کے سارے کام ختم کر کے بیٹھتی تھی۔ شہادت سے ایک دن پہلے باوجود تندرست ہونے کے مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ میرے جسم میں جان نہیں ہے۔ میرے سر پر ایک بوجھ ہے۔ میں مسکرا مسکرا کر ان سے بات کرتی تھی اور انہیں کھانا پیش کرتی تھی۔ مگر میرے میاں نے کہا تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں جاؤ ڈاکٹر سے چیک اپ کروالو۔ میں نے کہا ٹھیک ہوں کہنے لگے آج تمہاری مسکراہٹ میں وہ بات نہیں۔ میں نے کہا آج آپ نے بھی کھانا نہیں کھایا پتہ نہیں دل بجھا بجھا اور اداسی سی ہے۔ جیسے کچھ ہونے والا ہے۔ غور سے مجھے دیکھا اور پھر کچھ نہ بولے۔ اگلے دن صبح ناشتہ کر کے فیکٹری کام پر جانے کے لئے چلے گئے۔ اور صبح ٹھیک ان کے جانے کے پندرہ منٹ بعد شہادت کی خبر گھر پہنچ گئی۔

مجھے یقین نہیں آ رہا تھا۔ مگر ضلع سے فون آیا کہ شہادت ہو گئی ہے۔ پھر دل نے کہا

''راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تیری رضا ہو''

پھر آنسوؤں کا سیلاب تھم گیا۔ یوں لگا جیسے اعجاز نے کہا۔ ہمت نہ ہارنا میں تمہارے ساتھ ہوں۔ میرے خاوند مجھے کہا کرتے تھے۔ تم میں زمانے کے ساتھ لڑنے کا حوصلہ ہے۔ تم تو میری ''شیرنی'' ہو۔ سو شکر اس خدا کا جس نے ہمیں احمدی بنایا۔ اور صدقے جاؤں تو اس جماعت اور خلیفۃ المسیح کے جس نے اپنے بیعت کنندگان کو ماں باپ سے بڑھ کر سنبھالا دیا۔

جماعت احمدیہ کی شان و شوکت کو سلام راہ مولیٰ میں قربان ہونے والوں کو سلام۔

مکرم سلطان نصیر احمد صاحب

تاریخ ساہیوال

ساہیوال شہر سے تقریباً 30 کلومیٹر دور ہڑپہ کا قصبہ واقع ہے۔ وہاں ایک پرانے شہر کے آثار ملے ہیں۔ ان آثار سے پتہ چلا ہے کہ آج سے کوئی چار ہزار سال پہلے بھی اس علاقہ کے لوگ بہت ترقی کر چکے تھے۔ ان کی گلیاں اور بازار کھلے اور صاف تھے۔ وہ لوگ صفائی کا بہت خیال رکھتے تھے۔

مسلمانوں کے آنے سے قبل اس علاقہ میں ہندو آباد تھے۔ جب مسلمان آ کر یہاں آباد ہوئے تو اُن کے اچھے کام دیکھ کر بہت سے ہندو، مسلمان ہو گئے۔

مسلمان بادشاہ دہلی میں رہتے تھے۔ اس وقت اس علاقہ کا صدر مقام دیپال پور تھا۔ یہاں مسلمان بادشاہوں نے قلعہ بنوایا۔ جہاں ہر وقت فوج موجود رہتی تھی۔ ایک مسلمان بادشاہ فیروز شاہ تغلق نے یہاں ایک مسجد بنوائی۔ اُس نے دریائے ستلج سے ایک نہر بھی نکالی۔ جس سے زراعت کو بہت ترقی ہوئی۔

بعد میں بابر نے ان علاقوں کو جو آج کل پاکستان اور بھارت میں شامل ہیں، فتح کر کے مُغلیہ خاندان کی حکومت قائم کی۔ اس خاندان نے تقریباً تین سو سال تک اس علاقہ پر حکومت کی۔ مسلمانوں کے دور میں اس علاقہ نے خوب ترقی کی اور لوگ خوشحال ہو گئے۔

جب مغلوں کی حکومت کمزور پڑی تو سکھوں کے راجہ رنجیت سنگھ نے قبضہ جما لیا۔ مگر سکھوں کی یہ حکومت زیادہ عرصہ قائم نہ رہ سکی۔ رنجیت سنگھ کی وفات کے بعد انگریزوں نے سکھوں کو شکست دے کر حکومت پر قبضہ کر لیا۔ اس طرح ضلع ساہیوال بھی انگریزوں کے ماتحت آ گیا۔ انگریزوں نے پہلے پہل، پاکپتن کو ضلع کا صدر مقام بنایا کچھ عرصہ بعد ضلعی دفاتر ساہیوال آ گئے۔ اس وقت کے پنجاب کے گورنر کا نام ''منٹگمری'' تھا۔ اس شہر کا نام بھی گورنر کے نام پر ''منٹگمری'' رکھ دیا گیا۔

ضلع ساہیوال کے لوگوں نے بھی مملکت پاکستان حاصل کرنے کی کوشش میں قائداعظم محمد علی جناح کا ساتھ دیا اور انگریزوں سے آزادی حاصل کرنے کی خاطر قربانیاں بھی دیں۔

وجہ تسمیہ

ابتداء میں چونکہ یہاں ساہی قوم آباد تھی۔ اسی وجہ سے اس شہر کا نام ''ساہیوال'' رکھا ہوا تھا جسے انگریزوں نے منٹگمری میں تبدیل کر دیا تھا۔ 14 نومبر 1966ء کو گورنر مغربی پاکستان جناب محمد موسیٰ خاں نے عوام کے مطالبہ پر اس شہر کا نام ''منٹگمری'' کی بجائے دوبارہ ''ساہیوال'' رکھ دیا۔

☆..................☆..................☆

مرسلہ : مکرم منیر احمد رشید صاحب

شذرات ۔ اخبارات ورسائل کے فکر مفید اقتباسات

بلیک باکس کی ایجاد

جاوید چوہدری تحریر کرتے ہیں۔

ڈیوڈ وارن کی عمر اس وقت نو سال تھی وہ شمالی آسٹریلیا کے شہر گروٹ آئی لینڈ میں اپنے خاندان کے ساتھ رہتا تھا، اس کا والد تھا اور وہ اپنے خاندان کے ساتھ خوشحال اور پُرسکون زندگی گزار رہا تھا لیکن 1934ء میں ایک فضائی حادثہ ہوا اور اس کی زندگی کے تمام تار پول ہل گئے، اس کے والدلان سسٹن سے میلبورن جانے والے ہوائی جہاز میں سوار تھے، یہ جہاز باسٹریٹ کے قریب حادثے کا شکار ہوگیا، یہ آسٹریلیا کا پہلا فضائی حادثہ تھا، ڈیوڈ وارن اپنی والدہ کے ساتھ والد کی نعش کی تلاش میں نکلا، نعش نہ مل سکی، یہ دونوں حادثے کی وجہ بھی معلوم کرنا چاہتے تھے لیکن طیارے میں کوئی ایسا سسٹم نہیں تھا جس کے ذریعے یہ لوگ وجہ تک پہنچ پاتے۔ ڈیوڈ وارن اس حادثے کے بعد تین نفسیاتی گتھیوں میں الجھ گیا، ایک، اس کا والد کہاں ہے اگر اس کی نعش مل جاتی، وہ اسے دفن کر دیتے تو ان کے بیقرار دل کو قرار آجاتا۔ دو، طیارہ حادثے کا شکار کیسے ہوا، کیا پائلٹ کو اُونگھ آ گئی تھی، کیا طیارے کو کسی نے اغواء کرنے کی کوشش کی تھی یا پھر اس کے والد کے کسی دشمن نے طیارے کو اڑا دیا تھا اور تین، طیاروں میں ایسا حفاظتی یا نشریاتی سسٹم کیوں نہیں جس سے حادثوں کے بعد جہازوں کی تباہی کی وجوہات تلاش کی جا سکیں۔ ان تینوں نفسیاتی گتھیوں نے آگے چل کر ڈیوڈ وارن کی زندگی کا رخ تبدیل کر دیا، اس نے انجینئرنگ پڑھنا شروع کر دی، اس کا زیادہ تر وقت سکول کی لیبارٹری میں گزرتا تھا، وہ طیاروں کیلئے ایک ایسا سسٹم ایجاد کرنا چاہتا تھا جس میں طیارے کی تمام معلومات ریکارڈ ہو جائیں، پائلٹ کیا دیکھ رہا ہے، پائلٹ کیا سن رہا ہے، وہ کیا بول رہا ہے، پائلٹ کو کیا احکامات دیئے جا رہے ہیں، طیارہ کس وقت کتنی بلندی پر اڑ رہا ہے، وہ نیچے کب آیا، اس کے کل پرزوں کی کیا صورتحال ہے، اس کے فیول کی صورتحال کیا ہے، اس میں کتنے مسافر سوار ہیں اور ان مسافروں کا کریو کے ساتھ برتاؤ کیسا ہے، وغیرہ وغیرہ۔ یہ تمام معلومات اس سسٹم میں جمع ہونی چاہئیں، اس کا خیال تھا یہ سسٹم ایک ایسے باکس میں بند ہو جسے ہوا، دباؤ، آگ، پانی، بلندی اور وزن نہ توڑ سکے۔ طیارہ صحرا میں گرے، سمندر میں غرق ہو جائے یا پھر کسی پہاڑ سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جائے، طیارے کو آگ لگ جائے یا پھر یہ کسی آتش فشاں میں گر کر پگھل جائے لیکن اس کا یہ سسٹم محفوظ رہے تاکہ طیارے کی تباہی کے بعد انتظامیہ حادثے کی وجوہات تلاش کر سکے اور ان وجوہات کی بنیاد پر طیاروں کے سفر کو مزید محفوظ بنایا جا سکے، وہ ایسے سسٹم کے بارے میں سوچتا رہا، سوچتا رہا، بناتا رہا یہاں تک کہ 1956ء میں اس نے یہ سسٹم ایجاد کر لیا، اس نے اس سسٹم کو بلیک باکس کا نام دیا۔ ڈیوڈ وارن کا پہلا بلیک باکس 23 مارچ 1962ء کو آسٹریلیا میں وی ایچ ۔ سی اے وی کی فلائٹ میں نصب کیا گیا اور اس کے بعد یہ سسٹم دنیا کے ہر طیارے کیلئے لازمی قرار دے دیا گیا، ڈیوڈ وارن کی یہ ایجاد سول ایوی ایشن کے میدان میں اہم سنگ میل ثابت ہوئی، آج بھی جب خدانخواستہ کوئی فضائی حادثہ ہوتا ہے تو سب سے پہلے طیارے کا بلیک باکس تلاش کیا جاتا ہے کیونکہ اس بلیک باکس میں طیارے کی تمام خفیہ معلومات موجود ہوتی ہیں۔

(روزنامہ ایکسپریس 3۔ اگست 2010ء)

خداداد ذہانت

1۔ افلاطون شہزادوں کو تعلیم دیتا تھا جو انتہائی غبی اور کند ذہن تھے۔ ارسطو ایک ادنیٰ غلام چھپ چھپ کر یہ باتیں سنتا تھا اور یہ باتیں بآسانی سمجھ لیتا تھا اور یاد کر لیتا تھا۔ افلاطون کے سوالات پر شہزادے چپ رہے اور ارسطو نے نہایت بلاغت سے جوابات دے دیئے۔ افلاطون بے حد خوش ہوا اور ارسطو کو اپنا شاگرد بنا لیا اور تاریخ میں آج بھی اس کا نام زندہ جاوید ہے۔ یہ علم وذہانت ارسطو کے لئے قدرت کا عطیہ تھا۔

2۔ تقریباً تین ہزار سال پیشتر ہندوستان میں ایک نہایت قابل، عالم راجکماری تھی اس نے پنڈتوں کو مقابلہ کے لئے چیلنج کیا تھا اور کوئی عالم پنڈت اس کے سامنے ٹک نہ سکا۔ پنڈتوں نے مل کر سازش کی کہ مغرور راجکماری کو کسی جاہل سے شکست دلوا کر شرط کے مطابق اس کی شادی کرا دی جائے۔ انہوں نے تلاش شروع کی اور ان کو جنگل میں ایک بیوقوف نظر آیا جو اس شاخ کو ہی کاٹ رہا تھا جس پر وہ بیٹھا تھا، پنڈت بہت خوش ہوئے کہ صحیح امیدوار مل گیا، اس کو خوب کھلایا پلایا اور سمجھایا بجھایا کہ وہ شہزادی کے ہر سوال پر خاموش رہے اور صرف چند اشارے کر دے باقی وہ سنبھال لیں گے اور اس کی شادی راجکماری سے ہو جائے گی۔ وہ بہت خوش ہو گیا اور ان کے ساتھ چل پڑا۔ پنڈتوں نے راجکماری کو اطلاع دی کہ ایک بہت بڑے پنڈت آئے ہیں مگر ان کا مون برت (خاموش رہنے کا روزہ ہے) اور وہ ہر جواب اشاروں سے دیں گے۔ غرض کہ مقابلہ شروع ہوا، راجکماری نے سوالات کئے اور جاہل گنوار نے اُلٹے سیدھے اشارے کئے اور تمام پنڈتوں نے بڑے اونچے مطلب بیان کئے، ایک طرف راجکماری تنہا اور دوسری طرف پنڈتوں کا مشترکہ گروہ، غرض راجکماری لاجواب ہو گئی اور شرط کے مطابق اس جاہل سے شادی کرنا پڑی۔ پہلی ہی رات کو جب وہ راجکماری کے ساتھ تھا تو کہیں سے اونٹ کے چلانے کی آواز آئی۔ راجکماری نے پوچھا کہ یہ کیسی آواز ہے وہ جاہل فوراً بول پڑا ''اُوٹر بول رہا ہے'' راجکماری گھبرائی اور پھر پوچھا اس نے پھر وہی جواب دیا، سنسکرت میں اونٹ کو اُشٹر کہتے ہیں جاہل لوگ اوٹر بولتے تھے، راجکماری کو غصہ آ گیا اور جاہل کو فوراً باہر نکال دیا۔ ان پڑھ گنوار کے دل کو یہ بات لگ گئی اور وہ جگہ جگہ علم حاصل کرتے کرتے اپنے وقت کا سب سے بڑا عالم کالیداس بن گیا جس کی بین الاقوامی شہرت آج بھی ہے اور اس کی کتابوں کا مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ مگر یہ انتھک محنت وکوشش کا نتیجہ تھا۔

3۔ شیخ سعدی نے ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ مصر میں ایک بھکاری تھا جو ہمیشہ خاموش رہتا تھا اور قریب ودور دراز علاقوں سے عالم ودانشور اس کے گرد اس طرح گھیرا ڈالتے تھے جس طرح پروانے چراغ کے گرد جمع ہوتے ہیں۔ ایک روز اس کو یہ وہم ہوا کہ اس کی عقل وفہم ایک خاموش زبان کے پیچھے دبی ہوئی ہے اور اگر وہ بات چیت نہ کرے گا تو لوگ کس طرح اس کی ذہانت سے واقف ہوں گے۔ بس اس نے بولنا شروع کر دیا اور تمام لوگوں کو فوراً یہ علم ہو گیا کہ وہ نہایت جاہل و بیوقوف شخص تھا، سب اس کو چھوڑ گئے۔ اس نے وہاں سے نکل جانا ہی مناسب سمجھا اور روانگی سے پیشتر مسجد کی دیوار پر یہ لکھ گیا۔ ''اگر میں خود کو عقل وفہم کے آئینہ میں دیکھتا تو میں خود کے چہرہ پر سے پردہ نہیں اُٹھاتا۔ اگرچہ میں بدشکل تھا مگر اس غلط فہمی میں مبتلا تھا کہ میں حسین ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ کم گو باعزت ہوتا ہے، خاموشی وقار ہے اور عیبوں کی پردہ پوشی کرتی ہے۔ بکواس کرنے والا شخص جانور سے بدتر ہوتا ہے۔''

(روزنامہ جنگ 16۔ اگست 2010ء)

مذہبی شدت پسندی

جناب عطاء الحق قاسمی لکھتے ہیں۔

یہ سب کچھ بہت اچھا ہے مگر دہشت گردی کے ساتھ ساتھ ہمیں مذہبی شدت پسندی کا خاتمہ بھی کرنا ہے کہ یہ شدت پسندی بالآخر دہشت گردی کی طرف لے جاتی ہے یا اسلام کے نام پر دہشت گردی کرنے والوں کے لئے دلوں میں نرم گوشہ پیدا کرتی ہے۔ پاکستان میں مذہب کو مذموم مقاصد کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے چنانچہ انسان کو ہلاکت کی طرف لے جانے والی ادویات تیار کرنے والے کئی ادارے کسی مقدس نام یا مقدس ملک کے حوالے سے اپنے ادارے کی پہچان کراتے ہیں کہ ہم لوگ کئی ممالک کو بھی مقدس مقامات کی وجہ سے تقدس کا درجہ دیتے ہیں۔ بہت سے بدکردار لوگ خود کو نہائے دھوئے اور پاک صاف ظاہر کرنے کے لئے شرعی وضع قطع بنا لیتے ہیں۔ گناہ کے اڈوں پر یہ تختی بھی لٹکائی ہوتی ہے'' یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے'' ضرورت ہے کہ اس طرح کے سب ریا کاروں پر توہین رسالت کا مقدمہ قائم کیا جائے! اب چونکہ دہشت گردی کا پانی سروں پر سے گزر رہا ہے، لہٰذا ہم پر لازم ہو گیا ہے کہ اسلام ایسے خوبصورت مذہب کی خوبصورت شکل پیش کی جائے اور اس ضمن میں کوئی لگی لپٹی رکھے بغیر کھل کر بات کی جائے۔ اس کے لئے ذیل میں کچھ معروضات پیش کی جا رہی ہیں۔ میری خواہش ہے کہ انہیں اسی اسپرٹ میں لیا جائے جس اسپرٹ سے میں یہ معروضات پیش کر رہا ہوں۔

مذہبی جماعتوں کے تبلیغی اجتماع

پاکستان میں ہر سال مذہبی جماعتوں کے عظیم الشان تبلیغی اجتماعات منعقد ہوتے ہیں جن میں حکمرانوں، سیاست دانوں، سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے علاوہ عام مسلمان بھی لاکھوں کی تعداد میں شریک ہوتے ہیں۔ یہاں نہایت رقت آمیز لہجے میں اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر اور زاروقطار روتے ہوئے اپنے گناہوں کی معافی مانگی جاتی ہے...... لیکن کیا یہ معافی ان گناہوں کے حوالے سے مانگی جاتی ہے جن کا تعلق صرف ان کی اپنی ذات سے ہوتا ہے یا اس معافی میں وہ گناہ بھی شامل ہوتے ہیں جو معاشرتی گناہ ہیں اور جن کے سبب ہمارا معاشرہ مکروہ ترین معاشرہ بنتا چلا جا رہا ہے۔ کیا اللہ کے حضور گڑگڑا کر دعا مانگنے کے بعد ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے گزشتہ گناہ معاف ہو گئے ہیں، لہٰذا اب آئندہ دنوں کے لئے گناہوں کا نیا اکاؤنٹ کھول لیا جائے؟ یقین کریں اکثریت ایسا ہی سمجھتی ہے کیونکہ ان اجتماعات میں ہونے والی تقریروں میں سارا زور بیان حقوق اللہ پر صرف ہوتا ہے اور حقوق العباد کے ذکر کی حیثیت رسمی سے زیادہ نہیں ہوتی۔ یہ بات میں پورے یقین سے اس لئے بھی کہہ رہا ہوں کہ خود ان آہ وزاری کرنے والوں میں شامل رہا ہوں۔ تاہم ان اجتماعات میں یقیناً کچھ لوگ اچھے مسلمان بن کر بھی نکلتے ہیں مگر ایک بہت بڑی تعداد اس ذہن کی حامل بن جاتی ہے کہ اسلام کے نام پر دہشت گردی سے لے کر دیگر

معاشرتی جرائم تک کے مرتکب افراد کے لئے دلوں میں وہ نفرت پیدا نہیں ہوتی جو ایک سچے مسلمان کے دل میں ایسے افراد کے لئے پیدا ہونی چاہئے۔

حوروں کا تذکرہ

تبلیغی اجتماعات کے علاوہ ہر جمعہ کو مسجدوں میں ہونے والے خطبات میں جہاں کچھ فسادی قسم کے ''علماء'' فسادی قسم کی تقریریں کرتے ہیں وہاں دل میں حسرت گناہ لئے کچھ واعظ ایسے بھی ہوتے ہیں جو چسکے لے لے کر حوروں کا لذت آمیز بیان طویل سے طویل تر کرتے چلے جاتے ہیں۔ وہ ان حوروں کے سر سے لے کر پاؤں تک کے سراپے اور ایک ایک عضو کا بیان کچھ ایسے انداز میں کرتے ہیں کہ جی چاہتا ہے انہیں ابھی جنت میں بھیج دیا جائے۔ صرف یہی نہیں اردو بازار کی دکانیں ان لغویات سے بھری پڑی ہیں جنہیں اسلام کے غلاف پوش میں پیش کیا گیا ہے۔ یہ کتابیں پڑھ کر ایک صحیح الفکر مسلمان کے دل میں کراہت پیدا ہوتی ہے اور دوسری طرف یہ کتابیں دہشت گرد تیار کرنے والوں کے بہت کام آتی ہیں۔ افسوس میں وہ تفصیل بیان نہیں کر سکتا جو ان کتابوں میں حوروں اور جنتیوں کی مردانگی کے حوالے سے دی گئی ہوتی ہیں۔ یہ تفصیل پڑھ کر صرف توبہ توبہ کا ورد ہی کیا جا سکتا ہے۔ اردو بازار میں فضائل کی کتابیں بھی وافر مقدار میں دستیاب ہیں۔ یہ سب کمزور اور وضعی حدیثوں سے اخذ ہیں۔ ان کے مطابق بڑے سے بڑا گناہ بھی فلاں عبادت سے معاف کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ ہم قتل کرتے جاتے ہیں، ملاوٹ کرتے جاتے ہیں، قبضے کرتے چلے جاتے ہیں اور عبادت کرتے چلے جاتے ہیں۔

(جنگ 19 دسمبر 2014ء)

اگر انگریز نہ آتا

جاوید چوہدری ہندوستان میں انگریز کے نظام کی بابت لکھتے ہیں۔

''یہ نظام بڑی مشکل سے بنا تھا، انگریز نے بڑی عرق ریزی اور ریسرچ کے بعد یہ نظام بنایا تھا، ہم لارڈ میکالے کو برا کہتے ہیں، میں بھی برا کہتا تھا لیکن سوال یہ ہے اگر لارڈ میکالے ہندوستان کے لئے تدریسی نظام نہ بناتا تو کیا آج برصغیر میں سکول، کالج اور یونیورسٹیاں ہوتیں؟ حقیقت تو یہ ہے مسلمان ہندوستان میں 8 سو سال حکمران رہے مگر انہوں نے ملک کے لئے کوئی تدریسی نظام نہیں بنایا، آپ لارڈ میکالے سے قبل ہندوستان میں کوئی سکول، کالج اور یونیورسٹی دکھا دیں، ہندوستان کے امراء اپنے بچوں کے لئے ایران، ترکی، سمرقند اور عراق سے اتالیق امپورٹ کیا کرتے تھے، یہ استاد صرف امراء کے بچوں کو پڑھایا کرتے تھے، آپ ہندوستان کے قدیم شعراء، ادباء اور دانشوروں کے پروفائل نکال کر دیکھ لیجئے آپ کو یہ تمام لوگ سنٹرل ایشیا سے آتے اور ہندوستان کے دربار سے وابستہ ہوتے نظر آئیں گے، ہندوستان میں طبیب اور ڈاکٹر بھی باہر سے آتے تھے، ہماری حالت یہ تھی جہانگیر کی صاحبزادی بیمار ہوگئی، برطانیہ سے ولیم ہاکنز آیا، اس نے شہزادی کو کونین کی گولیاں کھلائیں، شہزادی تندرست ہوگئی، بادشاہ نے ولیم ہاکنز کو سورت میں تجارتی کوٹھی بنانے کی اجازت دے دی، یہ تجارتی کوٹھی بنی، انگریز آئے، کپاس اور افیون کی تجارت شروع کی اور یوں انگریز کونین کی دو گولیوں کے ذریعے سے پورے ہندوستان پر قابض ہوگئے، آپ یقین کریں، انگریز نہ آتے تو ہندوستان آج بھی عام شہری پر تعلیم کے دروازے بند ہوتے، ہمارے علاقے میں کوئی انجینئرنگ یونیورسٹی ہوتی، کوئی میڈیکل کالج ہوتا اور نہ ہی کوئی جنرل یونیورسٹی ہوتی۔ ہم لارڈ میکالے کے بارے میں کہتے ہیں ''میکالے نے یہ نظام کلرک پیدا کرنے کے لئے وضع کیا تھا'' یہ بات درست ہوگی لیکن کیا میکالے سے قبل کوئی ایسا نظام تعلیم موجود تھا جو ملک میں بادشاہ پیدا کرتا تھا، ہندوستان ایک ہزاری، دو ہزاری اور پنج ہزاری میں تقسیم تھا، بادشاہ غلاموں کی غلامی سے متاثر ہو کر ان میں زمین تقسیم کرتے تھے اور یہ لوگ کسانوں کی چمڑی اور ہڈیوں سے لگان وصول کرتے تھے، ظلم کے اس سمندر میں سو دو سال بعد شیر شاہ شوری جیسے جزیرے ابھرتے تھے اور جلد ہی ختم ہو جاتے تھے، مغلوں کے دربار میں سنٹرل ایشیا سے آئے عالموں، دانشوروں اور مورخین کے لئے صرف تین عہدے ہوتے تھے، یہ بادشاہ کے وثیقہ نویس یا منشی بن جائیں، یہ شاہی مورخ کا عہدہ قبول کر کے بادشاہ کی فرضی فتوحات اور تخیلاتی شجاعت کی عظیم داستانیں تخلیق کریں یا پھر غالب کی طرح بادشاہ کے قصیدے لکھیں اور منہ موتیوں سے بھر لیں اور بس۔ انگریزوں نے اس خطے میں حقیقتاً کام کیا، انہوں نے ہندوستان کو نظام بھی دیا اور انفراسٹرکچر بھی۔ ہم آج تک ہندوستان میں انگریزوں کے بنائے پل بدل سکے اور نہ ہی ریلوے، سڑکیں، آئین، قانون، انتظامی بندوبست، پولیس سروس اور فوجی کلچر، ہم بدل بھی نہیں سکیں گے کیونکہ یہ ہندوستان میں تحقیق کے ذریعے بننے والا پہلا نظام تھا لہٰذا ہمیں اسے بدلنے پر توانائی ضائع نہیں کرنی چاہئے، ہمیں اسے ایکٹو کرنا چاہئے'' وہ غور سے سنتے رہے، میں نے عرض کیا ''میں آگے بڑھنے سے قبل ایک کامنٹ پاس کرنا چاہتا ہوں'' وہ خاموشی سے میری طرف دیکھتے رہے، میں نے عرض کیا ''انگریز کو ہندوستان آنا نہیں چاہئے تھا اور اگر یہ آ گیا تھا تو اسے دو سو سال تک جانا نہیں چاہئے تھا'' انہوں نے قہقہہ لگایا، میں نے عرض کیا ''انگریز نہ آتا تو ہمیں زیادہ شعور نہ ملتا اور ہم افریقہ کے چھوٹے ملکوں کی طرح کچے گھروں میں چپ چاپ زندگی گزار رہے ہوتے اور انگریز اگر آ گیا تھا تو پھر اسے نیوزی لینڈ، آسٹریلیا، امریکا اور ساؤتھ افریقہ کی طرح تین چار سو سال یہاں رہنا چاہئے تھا، یہ یہاں صرف نوے سال (1857ء-1947ء) رہا اور ہمیں کچا پکا چھوڑ کر چلا گیا، ہم ماضی کے رہے اور نہ مستقبل کے۔ انگریز ساؤتھ افریقہ میں ساڑھے تین سو سال رہا، یہ ان ساڑھے تین سو سالوں کا کمال تھا کہ نیلسن مینڈیلا نے جب مئی 1994ء میں عنان اقتدار سنبھالی ساؤتھ افریقہ دس برسوں میں جدید دنیا کی صف میں شامل ہو گیا، ہم بھی اگر اس عمل سے گزرے ہوتے تو آج ہمارے حالات بھی مختلف ہوتے۔

(روزنامہ ایکسپریس 12 دسمبر 2014ء)

دور جہالت کی نشانیاں

روزنامہ ایکسپریس کے اداریہ نویس لکھتے ہیں۔

کلمہ طیبہ کے نعرے کی گونج میں بنائی جانے والی مملکت خداداد پاکستان میں انتہا پسندی، عدم برداشت اور انتقام و طیش کے جذبات اس انتہا تک پہنچ جائیں گے کہ رحمت للعالمین کے پاک نام پر معاشرے کی کمزور ترین اقلیت کو بربریت کا شکار بنایا جانے لگے گا کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ بدقسمتی سے پاکستان میں اس قسم کے واقعات تسلسل سے ہو رہے ہیں۔ اگلے روز پنجاب کے ضلع قصور کے قصبے کوٹ رادھا کشن میں نوجوان مسیحی میاں بیوی کو زندہ جلا دیا گیا۔ اس قسم کے واقعات عالمی سطح پر پاکستان کی بدنامی اور سبکی کا باعث بن رہے ہیں، کسی کا جرم خواہ کتنا ہی سنگین کیوں نہ ہو اسے سزا دینا یا عدم ثبوت کی بنا پر بری کر دینا عدالت کا کام ہے، کسی کو قطعاً اجازت نہیں کہ وہ قانون خود ہاتھ میں لے کر سزا یا جزا کا فیصلہ کرے۔ لوگ معمولی بات پر مرنے مارنے پر تل جاتے ہیں، بعض اوقات معاملہ قتل و غارت تک پہنچ جاتا ہے، اگلے روز ہی پنجاب کے علاقے کالا شاہ کاکو کے قبرستان میں اپنے رشتہ داروں کی قبروں پر مٹی ڈالنے کے دوران جھگڑے پر باپ، بیٹوں سمیت 5 افراد قتل ہو گئے۔ طلوع اسلام سے قبل جزیرہ نما عرب میں دور جہالت کا دور دورہ تھا جس پر مولانا الطاف حسین حالی نے اپنی مشہور زمانہ ''مسدس حالی'' میں بڑے پُراثر الفاظ میں روشنی ڈالی ہے۔

کہیں پانی پینے پلانے پہ جھگڑا
کہیں گھوڑا آگے بڑھانے پہ جھگڑا

کیا قبروں پر مٹی ڈالنے کے جھگڑے میں پانچ افراد کا قتل عربوں کے دور جہالت سے کم ہے۔

(روزنامہ ایکسپریس 7 نومبر 2014ء)

''مسلمان بہت بنا لئے، اب انسان بنائیں!

عطاء الحق قاسمی لکھتے ہیں۔

میں یہ بات کھلے لفظوں میں کہنا چاہتا ہوں کہ اب لوگوں کو ''مسلمان'' بنانا چھوڑیں، اور انہیں انسان بنانے کی کوشش کریں، میں جانتا ہوں اس کے جواب میں یہ کہا جائے گا کہ ایک اچھا مسلمان اچھا انسان بھی ہوتا ہے، مگر میرا سوال یہ ہے کہ کیا ہم اتنے اچھے مسلمان بنانے میں کامیاب ہو گئے ہیں جو اچھے انسان بھی ہوں؟ ہم نے تو ایک بڑی تعداد کو صرف ''عبادت گزار'' بنایا ہے ایسے عبادت گزار جو عبادت بھی کرتے ہیں اور لوٹ مار بھی کرتے ہیں اور پھر انہی میں سے ایسے لوگ اور ایسے گروپ بھی سامنے آتے ہیں جو ''اسلام نافذ کرنے کیلئے ابھی تک لاکھوں خاندانوں کو تباہ و برباد کر چکے ہیں اور اس دفعہ تو انہوں نے پھول جیسے بچوں کو بھی اپنی ''دینداری'' کی بھینٹ چڑھا دیا۔ ان دہشت گرد ''دینداروں'' کے ساتھ دلی ہمدردی رکھنے والے وہ لاکھوں ''سہل پسند'' بھی ہمارے درمیان موجود ہیں جو ہتھیار تو نہیں اٹھاتے لیکن ان کے دل ہتھیار اٹھانے والوں کے ساتھ دھڑکتے ہیں۔

میں ان لوگوں سے متفق ہوں جو پنجاب اور خیبر پختونخواہ کے کچھ علاقوں میں ان مسجدوں اور مدرسوں کی بات کرتے ہیں جہاں دہشت گردی کی پنیری کاشت کی جاتی ہے۔ چنانچہ ضرب عضب ایسا آپریشن دہشت گردوں کے ''اساتذہ'' کے خلاف ہی ہونا چاہئے لیکن ان کی ملکی اور غیر ملکی یونیورسٹیوں کے اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد کے ''اساتذہ'' کا بھی سراغ لگانے کی ضرورت ہے جو دہشت گردی کے بڑے بڑے منصوبوں میں ملوث رہے ہیں۔ دہشت گردی کا ابتدائی مرحلہ انتہا پسندی ہوتی ہے اور یہ اعلیٰ تعلیم یافتہ جاہل اپنے ابتدائی ماحول سے انتہا پسندی اور پھر دہشت گردی کی طرف جاتے ہیں ہمارے ہاں جو اسلام سکھایا جا رہا ہے اس میں آداب انسانیت کم اور آداب طہارت اور آداب غسل جنابت زیادہ ہیں یہ بھی ٹھیک ہے لیکن یہ مکمل اسلام نہیں ہے۔ مکمل اسلام کے لئے میں ان لوگوں سے اپیل نہیں کروں گا جو ہمارے خوبصورت دین کے چہرے پر جہالت کا تیزاب پھینک رہے ہیں، ان سے اپیل نہیں کروں گا کہ وہ مسلمانوں کو صحیح مسلمان بنائیں بلکہ یہ اپیل میں حکومت سے کر رہا ہوں کہ وہ ان تمام سوراخوں کو بند کرے جہاں سے یہ سانپ نکل کر مسلم امہ کو ڈس رہے ہیں اور ان عناصر کو بھی ملیا میٹ کرے جو ان سانپوں کو دودھ پلاتے ہیں۔

(جنگ 18 دسمبر 2014ء)

☆..................☆..................☆

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

عملدرآمد فیصلہ جات شوریٰ 2015ء

(جماعت احمدیہ اسلام آباد)

مکرم خالد سیف اللہ صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ اسلام آباد تحریر کرتے ہیں۔

مجلس مشاورت 2015ء کے حضور انور ایدہ اللہ سے منظور شدہ فیصلہ جات کی آگاہی اور ان پر عملدرآمد کیلئے مورخہ 29/اپریل 2015ء کو بعد نماز عصر بیت الذکر اسلام آباد میں عہدیداران کا اجلاس ہوا۔ اس اجلاس میں عہدیداران کی کل حاضری 231 تھی۔ جن میں انصاراللہ 118، خدام الاحمدیہ 53 اور لجنہ اماء اللہ 60 کی تعداد میں شامل ہوئیں۔ اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ سب سے پہلے محترم امیر صاحب نے افتتاحی خطاب میں دیگر امور کے علاوہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پیغام برموقع شوریٰ 2015ء پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد ایک ایک کرکے شوریٰ کی سفارشات اور حضور انور کے فیصلے مختلف احباب نے پڑھ کر سنائے۔

بعدازاں متذکرہ فیصلہ جات پر عملدرآمد کے لئے مقامی سطح پر بنائے گئے لائحہ عمل کو پیش کیا گیا اور اس میں بہتری کیلئے تجاویز بھی طلب کی گئیں۔ اس دوران تمام شرکاء اجلاس میں وقف عارضی کے فارم بھی تقسیم کئے گئے۔ اجلاس کے آخر میں روحانی خزائن جلد 18 کے فائنل پرچہ میں پوزیشن لینے والے انصار، خدام اور لجنہ میں انعامات بھی تقسیم کئے گئے۔ دعا کے بعد یہ اجلاس تقریباً اڑھائی گھنٹے جاری رہنے کے بعد اختتام پذیر ہوا۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد شرکاء اجلاس کی چائے سے تواضع کی گئی۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو احسن و مقبول خدمت دین کی توفیق عطا کرتا چلا جائے اور خلافت احمدیہ کے ساتھ ہمیشہ وفا اور خلوص کے ساتھ وابستہ رکھے۔ خدا تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

ملازمت کے مواقع

پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کو ایڈیشنل پرنسپل ویٹرنری آفیسر (ڈائریکٹر کمیونیکیشن اینڈ ایکسٹینشن پنجاب)، ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (ایگریکلچر/لائیوسٹاک)، ڈسٹرکٹ آفیسر (لائیو سٹاک)، ڈپٹی ڈائریکٹر (PVTV)، ڈپٹی ڈائریکٹر (ARES)، اسسٹنٹ پروجیکٹ ڈائریکٹر واربل فلائی اور ایڈیشنل پرنسپل ویٹرنری آفیسر آف کیٹیگری A ہسپتال کی خالی آسامیوں کے لئے درخواستیں مطلوب ہیں۔ تفصیلات و آن لائن اپلائی کرنے کے لیے وزٹ کریں:

www.ppsc.gop.pk

منسٹری آف انفارمیشن ٹیکنالوجی اینڈ ٹیلی کمیونیکیشنز (آئی ٹی اینڈ ٹیلی کام ڈویژن) کو اسسٹنٹ، سٹینو ٹائپسٹ، اسسٹنٹ لائبریرین، یوڈی سی اور ایل ڈی سی کی خالی آسامیوں کے لیے 18 یا 25 سال تک کی عمر کے افراد و خواتین سے درخواستیں مطلوب ہیں۔

ایک پروگریسو پبلک سیکٹر ادارے کو اسسٹنٹ مینیجر مکینیکل، اسسٹنٹ مینیجر کمپیوٹر، اسسٹنٹ مینیجر کیمیکل، میڈیکل آفیسر، جونیئر پروگرامر، جونیئر ایگزیکٹو (فنانس)، سینئر چارج مین (الیکٹرونکس)، چارج مین (مکینیکل)، سینئر کمپیوٹر آپریٹر، کمپیوٹر آپریٹر، جونیئر چارج مین (سپیشل وہیکل مکینک)، جونیئر کمپیوٹر آپریٹر، سپیشل وہیکل آپریٹر، آٹو ٹیکنیشن، ڈیٹا انٹری آپریٹر اور ڈرائیور کی ضرورت ہے۔

BV کنزیومر پراڈکٹس سروسز پاکستان پرائیویٹ لمیٹڈ لاہور کو ہیلتھ سیفٹی انوائرمنٹ مینیجر کی ضرورت ہے۔

ویریولین انٹرکول کو لاہور، گوجرانوالہ، فیصل آباد اور ملتان کیلئے ریفریجریشن ٹیکنیشن (100 آسامیاں) اور لاہور کیلئے اکاؤنٹس اسسٹنٹ اور ڈیٹا انٹری اسسٹنٹ کی ضرورت ہے۔

ٹیکنیکل ٹریننگ کے مواقع

PKTI نے PSDF کے تعاون سے ضلع لاہور، فیصل آباد، چنیوٹ، سرگودھا، گوجرانوالہ، نارووال اور شیخوپورہ سے تعلق رکھنے والے 15 سے 40 سال تک کے خواتین و مرد حضرات کے لیے فیشن ڈیزائننگ (F.A)، فیبرک کٹنگ ایکسپرٹ (میٹرک)، گارمنٹس کوالٹی کنٹرول (میٹرک)، پروڈکشن پلاننگ اینڈ کنٹرول (B.A)، سٹیچنگ مشین مکینک (مڈل)، اپیرل سپروائزر (میٹرک)، امپورٹ ایکسپورٹ مینجمنٹ (F.A) اور مرچنڈائزنگ مینجمنٹ ٹیکنیکس (B.A) کے کورسس میں مفت فنی تعلیم کا آغاز کیا ہے۔ داخلہ کے لیے 2 عدد تصاویر، اصل شناختی کارڈ، اصلی تعلیمی اسناد اور دو فوٹو کاپیوں کے ہمراہ رابطہ کریں:

PKTI بلڈنگ: 150 علی بلاک نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور فون: 042-9923236, 99232364

نوٹ: اشتہارات کی تفصیل کے لیے 10 مئی 2015ء کے اخبار روزنامہ جنگ و ایکسپریس ملاحظہ فرمائیں۔ (نظارت صنعت و تجارت ربوہ)

نکاح فارم ایک اہم دستاویز ہے

(اس کو انتہائی احتیاط سے پر کریں)

نکاح فارم نہایت اہم دستاویز ہے۔ اس کو انتہائی احتیاط سے پُر کرنا چاہئے۔ کسی سرکاری دفتر میں ایسا کام ہو جہاں ازدواجی حیثیت کو ظاہر کرنا ہو جیسے شناختی کارڈ بنواتے ہوئے یا کسی ایمبیسی کا کیس ہو اسی نکاح فارم کی ضرورت پڑتی ہے۔ جہاں اس کی اہمیت بہت زیادہ ہو گئی ہے وہاں ہمارا بھی فرض ہے کہ ہم پوری ذمہ داری کے ساتھ اس کو پُر کریں۔ اگر نکاح فارم پُر کرتے ہوئے درج ذیل باتوں کا خیال رکھا جائے تو بہت سے مسائل خودبخود حل ہو جاتے ہیں۔

(1) ہدایات کا وہ صفحہ جو ہر نکاح فارم کی کاپی کے ساتھ لگا ہوتا ہے اچھی طرح پڑھ لیا جائے اور اس میں لکھی ہوئی ہدایات کے مطابق فارم پُر کیا جائے تو کئی قسم کی دقتوں سے بچا جا سکتا ہے۔

(2) لڑکے اور لڑکی کا نام لکھتے ہوئے تمام کوائف (نام/ولدیت/تاریخ پیدائش وغیرہ) برتھ سرٹیفکیٹ/شناختی کارڈ اور پاسپورٹ کے مطابق لکھے جائیں۔ خاص طور پر نام درست لکھا جائے۔

(3) تاریخ پیدائش لکھتے ہوئے سرکاری کاغذات کو مدنظر رکھا جائے۔ جس کاغذ کی بنیاد پر آپ نے اپنے تمام سرکاری کاغذات تیار کئے ہیں یا کروانے ہیں اسی کے مطابق نکاح فارموں پر تاریخ پیدائش لکھی جائے۔

(4) تحریر صاف اور خوشخط ہو۔ کالی سیاہی استعمال کی جائے۔ کٹنگ نہ کی جائے اور نہ ہی بلینکو وغیرہ یا مٹانے کے لئے کوئی ایسی چیز استعمال کی جائے جس سے فارم مشکوک ہوتا ہو۔ اگر کسی وجہ سے کوئی ایسی غلطی ہو گئی ہے تو بہتر ہے کہ نکاح سے قبل سارا نکاح فارم دوبارہ پر کر لیا جائے۔ تھوڑی سی دیر آپ کو بڑی پریشانی سے بچا سکتی ہے۔

(5) نکاح کے بعد فارم پر کسی غلطی کی صورت میں قطعاً اس پر کوئی کسی بھی قسم کی تبدیلی از خود نہ کریں بلکہ نظارت سے رجوع کریں اور باقاعدہ درخواست دے کر طریقہ کار کے مطابق اس پر تبدیلی کروائیں۔ اگر آپ نے خود نکاح فارموں پر تبدیلی کر لی اور اس کو کسی جگہ پیش کر دیا۔ جب اس نکاح فارم کی تصدیق دفتر سے کی جائے گی تو دفتر اس کی تصدیق نہیں کرے گا۔ جس کی وجہ سے آپ کو کافی پریشانی کا سامنا کرنا پڑے گا پھر اس معاملے میں دفتر بھی آپ سے کسی قسم کا تعاون نہیں کرے گا۔

ان تمام پیچیدگیوں سے بچنے کے لئے بہتر ہے کہ نکاح فارم کو پر کرتے ہوئے انتہائی احتیاط کی جائے اور تمام کوائف سرکاری کاغذات کے مطابق لکھے جائیں اور کوشش کی جائے کہ اعلان نکاح سے مناسب وقت پہلے نکاح فارم مکمل کر لیا جائے تا کہ تمام ضروری کاغذات کو دیکھا جا سکے۔ اگر کوئی کمی یا خامی پائی جائے تو درستی کے لئے وقت کی گنجائش ہو۔ اگر کسی معاملے میں کوئی دقت یا پریشانی ہو تو دفتر سے راہنمائی لینے میں بھی آسانی ہو۔ نظارت سے رابطے کے لئے نکاح فارموں پر ہی نظارت رشتہ ناطہ کا پوسٹل ایڈریس، فون نمبر اور فیکس نمبر لکھا ہوا ہے کسی بھی ذریعہ سے رابطہ کر کے راہنمائی لی جا سکتی ہے۔

(ناظر اصلاح وارشاد رشتہ ناطہ)

دارچینی اور پیپل کے طبی فوائد

دارچینی

قدیم تاریخ میں دارچینی کے درختوں کا ذکر 2700 سال قبل مسیح میں ملتا ہے۔چینی اس کی چھال کو دوا کے طور پر استعمال کیا کرتے تھے۔رومن بھی اس کی طبی افادیت کو خوب جانتے تھے۔گیلن، ڈایو سکارڈیز اور ساسافیریز جیسے ممتاز قدیم اطباء نے بھی دارچینی کے بہت فوائد بیان کئے۔برصغیر کے آٹھویں صدی کے وید اور حکیم بھی اس کی شفا بخش صلاحیتوں سے استفادہ کرتے تھے۔دارچینی کا قدیم ترین تذکرہ یہودیوں کی مقدس کتاب تورات میں ملتا ہے۔البتہ تزوینی وہ پہلا شخص تھا جس نے دارچینی کی طبی خوبیوں کی تفصیل تیرھویں صدی میں دنیا کے سامنے رکھی۔دارچینی کا اصل وطن سری لنکا اور ایشیا منطقہ حارہ ہے۔اسے ازمنہ قدیم سے کاشت کیا جارہا ہے۔قرائن بتاتے ہیں کہ یہ پانچویں صدی قبل مسیح میں مصر اور یورپ میں پہنچا۔یہ درخت جنوبی ہندوستان میں سطح سمندر سے 500 میٹر بلند مقامات پر کم اور 200 میٹر سے کم بلندی پر زیادہ پایا جاتا ہے۔

دارچینی کا درخت سدا بہار چھوٹا اور گھنا ہوتا ہے۔دارچینی کے خشک پتے اور اس کی خشک اندرونی چھال پوری دنیا میں گرم مصالحے میں استعمال کی جاتی ہے۔اس کی خوشبو تیز ذائقہ میٹھا اور زبان پہ تیز احساس پیدا کرتا ہے۔درخت کی چھال موٹی، ملائم اور ہلکی گہری براؤن رنگ کی ہوتی ہے۔اندرونی چھال بڑی احتیاط سے منتخب شاخوں سے حاصل کی جاتی ہے۔پھر اسے خشک کیا جاتا ہے۔خشک ہونے کے دوران چھال سکڑ جاتی ہے۔

دارچینی کے کیمیائی تجزیہ کے مطابق اس میں رطوبت، پروٹین، چکنائی، ریشے، کاربوہائیڈریٹس، راکھ کے علاوہ کیلشیم ، فاسفورس، آئرن، سوڈیم، پوٹاشیم، تھایامین، ریبوفلاوین، نایاسین، وٹامن سی اور اے پائے جاتے ہیں۔اس کی غذائی صلاحیت 355 کیلوریز ہے۔

دارچینی میں ایک تیل بھی پایا جاتا ہے۔اس تیل میں یوجی۔نول کی وافر مقدار ہوتی ہے چھال اور ہرے پتوں میں بھی تیل ہوتا ہے۔جڑ کی چھال کا تیل تنے کی چھال اور پتوں میں پائے جانے والے تیل سے مختلف ہوتا ہے۔

دارچینی کے پتے سفوف یا جوشاندہ کی شکل میں استعمال کئے جاتے ہیں۔یہ محرک اور ریاح دور کرنے میں معاون ہوتے ہیں۔

دارچینی اعصابی تناؤ کم کرتی ہے۔رنگ نکھارتی ہے یادداشت تیز کرتی ہے۔ان تمام باتوں کے لئے روزانہ رات کو چٹکی بھر دارچینی کا سفوف شہد کے ساتھ کھایا جائے تو جادوئی نتائج نکلتے ہیں۔

دارچینی زکام کا بھی بہترین علاج کرتی ہے۔اس کا موٹا سفوف ایک گلاس پانی میں چٹکی بھر سیاہ مرچ کے سفوف اور شہد کے ساتھ ابال کر پیا جائے تو یہ انفلوئنزا، گلے کی خراش اور ملیریا کا شافی علاج ہے۔موسم برسات میں اس کا باقاعدہ استعمال انفلوئنزا کے حملے سے روکتا ہے۔دارچینی کا تیل اور شہد کے ساتھ ملا کر استعمال کیا جائے تو زکام سے افاقہ ہوتا ہے۔

تاہم گلے کی خراش کے لئے دارچینی کے چھوٹے ٹکڑے کو چائے میں ابال کر پینا بھی سودمند ہے۔

دارچینی، متلی وقے اور اسہال کو روکتی ہے۔یہ نظام ہضم کو متحرک کرتی ہے۔بدہضمی کو دور کرنے کے لئے کھانے کے آدھ گھنٹے بعد دارچینی کے پانی کا ایک کھانے کا چمچ پینا بھی مفید ہے۔اس کے چبانے سے سانس کی بو جاتی رہتی ہے اور منہ کا ذائقہ بھی بہتر ہو جاتا ہے۔ٹھنڈی ہوا سے لگنے والا سردرد دارچینی کے سفوف کو پانی میں ملا کر ماتھے اور کنپٹیوں پر لیپ کرنے سے فوراً ختم ہو جاتا ہے۔آجکل تو جوانوں کا ایک مسئلہ چہرے پر نکلنے والے دانے، کیل اور پھنسیاں وغیرہ ہیں جن سے یہ طبقہ کافی پریشان ہے۔ان کے خاتمہ کے لئے دارچینی کا سفوف چند قطرے لیموں کے رس میں ملا کر چہرے پر اس کا لیپ کرنے سے ان کو کافی حد تک کم کرتا ہے۔

دارچینی متعدد بیماریوں کے لئے شافی علاج ہے۔ان میں تشنج، دمہ، فالج، کثرت حیض، رحم کی بیماریاں شامل ہیں۔اسے جرمن خسرہ پر قابو پانے کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

دارچینی کے خشک پتے اور چھال گرم مصالحے میں ڈالے جاتے ہیں اور کھانوں کو چٹ پٹا بناتے ہیں۔انہیں خوشبوؤں میں، منجنوں میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔چھال کے تیل کو کنفیکشنری اور مشروبات میں ذائقہ بنانے کے لئے بھی ڈالا جاتا ہے۔اس کو متعدد ادویات میں اور دانتوں کی بیماریوں کے علاج کے لئے استعمال کرتے ہیں۔دارچینی کے پتوں سے نکلنے والا تیل بھی خوشبوؤں میں شامل کیا جاتا ہے۔

پیپل

پیپل کا درخت ہمیں اکثر علاقوں میں ملتا ہے، اس کی چھال سخت ترکی ہوئی اور خاکستری مائل سفید ہوتی ہے۔ہندوؤں اور بدھ مت کے پیروکاروں کے لئے پیپل ایک مقدس درخت ہے۔پیپل ہی کے ایک پیڑ کے نیچے گوتم بدھ کو نروان حاصل ہوا تھا۔اسی لئے اسے بدھی یعنی بصیرت کا درخت بھی کہتے ہیں۔ہندو لوک داستانوں کے مطابق پیپل بڑ کے درخت کی مادہ ہے۔

پیپل کے پتے اور چھال بہت سی عمومی بیماریوں کا علاج ہیں۔

اس کے پتے مقوی اور مسہل ہوتے ہیں چھال قدرے خشک اور ترش ہوتی ہے۔عموماً سوزاک کے علاج میں استعمال ہوتی ہے۔اس کو پیس کر دانوں پر لگانے سے مواد پک کر تحلیل ہو جاتا ہے۔اس کا پھل ملین اور ہاضم ہوتا ہے۔اس کے خشک پھل کا سفوف بنا کر پانی کے ہمراہ دو ہفتہ تک استعمال کیا جائے تو دمہ کا مرض ختم ہو جاتا ہے۔یہ مانع حمل کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔اس کی چھال کی راکھ پانی میں ملا کر پینے سے ہچکی دور ہو جاتی ہے۔اس کا دودھ پاؤں کی بوائی پھٹنے پر مفید رہتا ہے۔چھال اور پتے بخار کی کیفیت دور کرنے اور ٹھنڈک کا احساس پیدا کرنے لئے مؤثر ہیں۔رطوبتیں خشک کرنے اور خون کا اخراج روکنے میں بھی ان کا اثر زبردست ہے۔

پیپل کے پتے دل کے امراض کے علاج میں استعمال کئے جاتے ہیں انہیں رات کو پانی میں بھگو دیا جاتا ہے اگلی صبح نتھار کر سفید بوتلوں میں محفوظ کر لیا جاتا ہے۔اس پانی کا 15 ملی گرام روزانہ تین بار استعمال کیا جاتا ہے۔ضعف قلب اور تیز دھڑکن میں بھی یہ بہت موثر ہے۔قبض دور کرنے کے لئے بھی پیپل کے پتے بہت کارگر ہیں انہیں سائے میں خشک کر کے سفوف بنا لیا جاتا ہے۔گولیاں بنانے کے لئے اس سفوف میں سونف پانی کا اور شکر کا محلول شامل کر لیا جاتا ہے۔ایک گولی روزانہ رات کو سونے سے پہلے گرم دودھ کے ساتھ لینا انتڑیوں کو فعال کرتا ہے اور قبض کو دور کرتا ہے۔

پیپل کے پھل کو بھی سائے میں خشک کر کے سفوف بنا لیتے ہیں۔اس میں ہم وزن چینی ڈال کر پھکی تیار کر لی جاتی ہے۔دودھ کے ساتھ یہ پھکی 4 سے 6 گرام روزانہ رات کو سونے سے پہلے لینا قبض کشا ہے۔

پیچش کے علاج کیلئے پیپل کے پتے نہایت مفید ہیں۔پیپل کے کول پتے لے کر اسی مقدار میں دھنیا کے پتے اور چینی ملا کر آہستہ آہستہ چبانے سے پیچش کی شکایت دور ہو جاتی ہے۔جلد پر رگڑ، خراش اور زخموں کے لئے بھی پیپل کے پتے بہت کارآمد ہیں۔ان کو اچھی طرح پیس کر 25 گرام شکر کے ساتھ آٹھ گولیاں بنالی جائیں ایک گولی روزانہ دودھ کے ساتھ کھانا زخموں کے درد سے نجات دلاتا ہے۔پیپل کے پتے کن پیڑوں کے علاج کے لئے پورے برصغیر میں استعمال کئے جاتے ہیں انہیں گھی میں چپڑ کر آگ پر گرم کیا جاتا ہے اور پھر سوجے ہوئے حصے پر باندھ دیا جاتا ہے۔دو تین دفعہ کے استعمال سے غدود معمول پر آجاتے ہیں۔

یرقان کے مریضوں میں پیشاب کی کثرت کا علاج پیپل کے درخت کی نرم چھال کو رات بھر پانی میں بھگو رکھنے کے بعد اگلی صبح اس پانی کو پینا ہے۔

غرض ادویات کیلئے جس قدر جدید تحقیقات کی جا رہی ہیں وہ انہیں درختوں اور پودوں پر کی جا رہی ہیں جبکہ حکمت میں ان کا استعمال آج سے سینکڑوں سال پہلے سے ہو رہا ہے۔

جس کی بدولت ڈاکٹروں اور ہسپتالوں سے پہلے کے زمانے میں بھی مریضوں کو بہترین علاج مہیا کیا جاتا تھا۔

ربوہ میں طلوع وغروب 16 مئی

طلوع فجر	3:37
طلوع آفتاب	5:09
زوال آفتاب	12:05
غروب آفتاب	7:01

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

16 مئی 2015ء

6:00 am	Melbourne میں استقبالیہ تقریب
9:55 am	لقاء مع العرب
12:00 pm	جلسہ سالانہ یوکے
2:00 pm	سوال وجواب
4:00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 15 مئی 2015ء
6:00 pm	انتخاب سخن Live
9:00 pm	راہ ہدیٰ Live
11:25 pm	جلسہ سالانہ یوکے

WARDA فیبرکس
تبدیلی آ نہیں رہی تبدیلی آ گئی ہے لان ھی لان
کریسٹل شفون دوپٹہ 4P کلاسک لان 3P ڈیزائنر لان شرٹ پیلس
400/450 750/- 950/-
چیمہ مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ 0333-6711362

فاتح جیولرز
www.fatehjewellers.com
Email:fatehjeweller@gmail.com
ربوہ فون نمبر: 0476216109
موبائل 0333-6707165

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
Discount Mart
Hoisery- Cosmetics- Parfumes-
Ladies Bags Exclusively
available Be- belle & IFG
Malik Markeet Railway Road Rabwah
0343-9166699, 0333-9853345

KOHISTAN STEEL
DEALERS OF PAKISTAN STEEL
MILLS CORPORATION LTD
AND IMPORTERS
Talib-e-Dua:Mian Mubarik Ali

گل احمد، SANA & SAFINAZ, NISHAT
فردوس، Warda Print، اتحاد، لاکھانی، CHARIZMA
NATION, MARJAN کے علاوہ
نارمل لان پرنٹ سوس کڑھائی اور اوریجنل بوتیک کے علاوہ
اچھی مردانہ ورائٹی میں سادہ اور کڑھائی والے آرٹیکلز کیلئے تشریف لائیں
ریلوے روڈ ربوہ
صاحب جی فیبرکس پاکستان
0092-476212310 www.Sahibjee.com